Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اللہ

الیس اللہ بکاف عبدہ

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

یعنی

رسالہ اردو

ریویو آف ریلیجنز

قادیان سے ہر انگریزی ماہ کی پانچ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

نمبر ۶ — ۵ - جون ۱۹۳۳ سنہ ۶ — ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل — ۱۰ صفر المظفر ۱۳۵۲ سنہ ۶ — جلد ۳۲

فہرست مضامین

مضمون	صفحات	مصنف
مسئلہ تثلیث کا آغاز و ترقی	۲۰۵ / ۲۱۴	ترجمہ انگریزی ریویو میاں محمد شفیع صاحب ہیڈ ماسٹر
کیا انجیل مستقل شریعت کی کتاب ہے؟ (نمبر ۵)	۲۱۴ / ۲۲۱	ڈاکٹر محمد صدیق صاحب سنوری (برہما)
خالصہ جی کو دعوۃ اسلام	۲۲۱ / ۲۲۷	ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب بی۔اے قادیان
فصل الخطاب فی مسئلۃ الحجاب اسلامی پردہ (نمبر ۳)	۲۲۸ / ۲۳۲	مولانا "ابن عمر"
المقتبسات والملتقطات	۲۳۳ / ۲۴۴	ماخوذ

دیہات میں جمعہ۔ دنیا کی قدیم ترین زبان عربی۔ اہرام مصر کے حالات۔ ولایت کے اخبارات۔

چندہ سالانہ اندرون ہند سے تین روپے

مصدقہ طلباء اور غیر احمدیوں سے ... آٹھ آنے

چندہ سالانہ بیرون ہند سے تین روپے آٹھ آنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قابلِ توجّہ احمدی احباب

رسالہ ریویو کے متعلّق حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا ارشاد

"چونکہ ہماری جماعت کو معلوم ہوگا کہ اصل غرض خدا تعالیٰ کی میرے بھیجنے سے یہی ہے جو غلطیاں اور گمراہیاں عیسائی مذہب نے پھیلائیں ان کو دُور کر کے دُنیا کے عام لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کیا جاوے۔ اور اس غرض مذکورہ بالا کو جس کو دوسرے لفظوں میں احادیث صحیحہ میں کسرِ صلیب کے نام سے یاد کیا گیا۔ پورا کیا جائے۔ اس لئے اور انہیں اغراض کے پورا کرنے کے لئے رسالہ ریویو آف ریلیجنز جاری کیا گیا ہے۔ لیکن اب تک اس رسالہ کے شائع کرنے کے سرمایہ کا انتظام کافی نہیں۔ اگر خدانخواستہ یہ رسالہ کم توجہی اس جماعت سے بند ہوگیا تو یہ واقعہ اس سلسلہ کے لئے ایک ماتم ہوگا۔ اس لئے میں زور کے ساتھ اپنی جماعت کے جوانمردوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اس رسالہ کی اعانت کے لئے اس جماعت میں دس ہزار خریدار اُردو یا انگریزی کے پیدا ہو جائیں تو یہ رسالہ خاطر خواہ چل نکلیگا۔ اور میری دانست میں اگر بیعت کرنے والے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں تو اسقدر تعداد کچھ بہت نہیں بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے۔ سو اے جماعت کے سچّے مخلصو! خدا تمھارے ساتھ ہو۔ تم اس کام کے لئے ہمّت کرو۔ خدا تمھارے دل میں القا کرے کہ یہی وقت ہمّت کا ہے۔"

خریداران ریویو سے

مندرجہ بالا ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو پڑھ کر آپ اپنی اپنی جگہ سوچیں۔ کہ آپنے اس کی تعمیل کس حد تک کی ہے۔ کئی مستطیع احمدی اصحاب ہیں جو ریویو آف ریلیجنز کو نہیں خریدتے۔ اور کئی ہیں جو پہلے خریدار تھے اور اب خریداری چھوڑ چکے ہیں جو اپیل بھی کی جاتی ہے۔ بہرے کانوں پر پڑتی ہے۔ اور پھر جو خریدار ہیں وہ اپنے فرض کو یہیں تک محدود سمجھتے ہیں۔ کہ خود خرید لیا حالانکہ انہیں چاہیئے کہ اپنے اپنے حلقہ اثر میں اس کی توسیع اشاعت کا کام کریں۔ اس وقت خریداروں کی تعداد نہایت قلیل ہے اور خرچ آمد سے ڈیڑھ گنا اور رسالہ کا فنڈ نقصان میں ہے۔ جس کا جلد تر تدارک ہونا چاہیئے۔

مینجر ریویو۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مسئلہ تثلیث کا آغاز و ترقی

مسٹر آر - اے - آرم سٹرانگ اپنی عمدہ اور چھوٹی سی کتاب "تثلیث و الوہیت" میں لکھتے ہیں۔ پہلی صدی عیسوی کے پہلے نصف حصہ میں دنیا مذہبی اور ذہنی لحاظ سے ایک زبردست ابتری میں مبتلا تھی۔ ہر چند کہ اہل روم کے جنگی اور تمدنی انتظام نے نسل انسان کی معروف اقوام کو ظاہری طور پر اپنے زیر اثر کر لیا تھا۔ مگر اس ظاہری نظام کے اندر ہی اندر اہل یونان کے خیالات شدت کے ساتھ اثر انداز تھے۔ یونان کا دار الحکومت ایتھنز اگرچہ جسمانی طور پر غلامی کی زنجیروں میں مقید ہو چکا تھا۔ لیکن ابھی تک اس کی غیر فانی روح آزاد تھی۔ اور اس کے قابل فخر حکماء جو اگرچہ دنیا سے گذر چکے تھے۔ لیکن ان کے خیالات ابھی تک لوگوں کے قلوب پر حکمران تھے۔ الغرض سینکڑوں ایسے وجوہ پیدا ہو گئے۔ جنہوں نے ملکر ایک بربادکن الحاد کے زمانہ کی طرح ڈالی۔ یونان کا پرانا مذہب جس کی بنا کلیتہً ذہنی قصے کہانیوں پر تھی صفحہ عالم سے مٹ چکا تھا۔ اور اگرچہ افلاطوں کے دماغ سے نکلے ہوئے سنہری قوانین کی چمک بعض مہذب خاندانوں اور مجالس میں نظر آتی تھی۔ لیکن اس کے فلسفے کے تخیلات اپنی حقیقت اور اصلیت کھو چکے تھے۔ اور پریشان توہمات کی وجہ سے کمزور ہو چکے تھے۔ وہ لوگ جن کے لئے یہ بات زیادہ ضروری تھی کہ بجائے خشک فلسفے کے زندگی کے "قوانین حیات" کی بنیاد ڈالتے۔ ان میں سے وہ حصہ جو اپنے کو زیادہ سختیاں برداشت کرنے کے قابل سمجھتا تھا ترک دنیا کے اصولوں پر کاربند ہو گیا۔ اور وہ حصہ جو محض جذباتی تھا۔ اس نے ایسے ایسے علماء کی پیروی اختیار کر لی۔ جو مصر کے مجذوبوں کے سلسلہ کے ساتھ تعلق رکھتے تھے۔ اور اس بات کے مدعی تھے۔ کہ وہ روح انسانی کو زندگی کی بے اطمینانی سے نجات دلا سکتے ہیں۔ اگرچہ ان کے ایسا کرنے کے وسائل نہایت ہی ادنیٰ۔ رذیل اور مخرب الاخلاق تھے ۔

غرض نہ صرف یونان بلکہ پہلی صدی عیسوی کے ابتدائی سالوں میں بحیرہ روم کے ارد گرد کے تقریباً تمام ممالک میں ان شعبدہ بازوں کے اعتقادات اور کرامات دکھانے والوں کے مسلمات نے لوگوں کے تخیلات پر قبضہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور ان کے جذبات کو شدّت کے ساتھ متحرک کر رکھا تھا لیکن جیسا کہ ہمیشہ ہوتا چلا آیا ہے۔ کہ جب کوئی الٰہی پیغمبر عنقریب زمانے میں دنیا میں مبعوث ہونے والا ہوتا ہے۔ تو وہ قوم جس کے درمیان اُسے اپنی رسالت کی تبلیغ کرنا ہوتی ہے۔ وہ نہ صرف اخلاقی رنگ میں بلکہ روحانی طور پر بھی گر چکی ہوتی ہے بعینہٖ اسی طرح مسیحؑ کے دنیا میں تشریف لانیکے وقت بھی تمام وہ یہود جو بحیرہ روم کے اِرد گِرد کے تقریباً تمام علاقوں میں آباد تھے۔ مذہبی اور اخلاقی لحاظ سے قعرمذلت میں گر چکے تھے۔ ان کی روحانی اور اخلاقی حالت اب ایک ایسے مسیح کی طلب گار تھی۔ جو دنیا میں آکر ان کو دوبارہ زندگی بخشے۔ اور ان میں نئی روح پھونکے۔ حقیقت میں یہ لوگ دن رات اپنے لئے ایک نجات دہندہ کے منتظر تھے۔ اور حیرت انگیز بات یہ ہے۔ کہ ایسے تمام لوگ جو مذہبی لحاظ سے انتہائی درجہ کے شبہات اور توہمات میں گرفتار تھے۔ ان کے اُس زمانہ کے خیالات اور اصول مکمّل طور پر اس زمانہ کے عیسائی اصولوں اور عقائد کے ساتھ بدرجہ غایت مشابہت و مماثلت رکھتے ہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے۔ اور انشاءاللہ ہم اس دعویٰ کو اعداد و شمار کی روشنی میں ثابت کر دکھائینگے۔ کہ عیسائی مذہب ابتدا ہی میں ان مجذوبوں شعبدہ بازوں اور کرامات کے مدعیوں کے عقائد کے اثرات کے ماتحت اس حد تک آچکا تھا۔ اور "پولوس رسول" کی مہربانیوں سے اپنی اصلیت سے اس حد تک دُور جا پڑا تھا۔ کہ یہ کسی صورت میں بھی وہ مذہب کہلانیکا مستحق نہ رہا۔ جو مسیح لایا تھا۔ اور جو حقیقت میں ایک فروتنی، مساوات، محبت، اور اخوت کا مذہب تھا۔ بلکہ یکسر اِس نے اُن مجذوبوں شعبدہ بازوں کے عقائد کا رنگ اختیار کر لیا۔ عیسائیت کے آغاز کی بابت جو تحقیقات حال میں ہی کی گئی ہیں۔ انہوں نے بلا کسی شک و شبہ کے اس حقیقت کو پایہ ثبوت تک پہنچا دیا ہے۔ کہ اوائل کے عیسائیوں نے اپنے مذہب کی اشاعت کے جوش میں اُس زمانہ کے شعبدہ بازوں کے مروّجہ خیالات و عقائد کو اپنے مذہب کے اندر شامل کر لیا تھا۔ تا عیسائیت نہ صرف یہود میں ہی مقبول ہو جائے بلکہ غیر از یہود طبقہ بھی آسانی کے ساتھ اسے اختیار کر سکے لیکن پیشتر اس کے جو ہم یہ ثابت کریں۔ کہ موجودہ عیسویت نے اُس زمانہ کے شعبدہ بازوں کے خیالات کو بہت حد تک جذب کر لیا تھا۔ یہ ثابت کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں ایسے شعبدہ بازوں۔ مجذوبوں اور کرامات کے مدعیوں کے عقائد مروّج بھی تھے۔ جن کا ماحصل موجودہ عیسویت ہے۔ ہم نے مسٹر آر۔ اے۔ آرمسٹرانگ کو اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پہلے ہی پیش کر دیا ہے۔ لیکن ایڈورڈ کارپنٹر بھی جو "ماخذ عیسویت" کے ایک اور زبردست عالم اور مشہور شخصیت رکھتے ہیں۔ ہمارے دعویٰ کے زبردست مؤید ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:۔

"پہلی صدی عیسوی میں بحیرہ روم کے اِرد گِرد کے علاقوں میں جن دیوتاؤں کی عموماً پرستش کیجاتی تھی۔ وہ تمام کے تمام شمسی دیوتا کہلاتے تھے۔ ان تمام دیوتاؤں کے متعلق خیال کیا جاتا تھا۔ کہ وہ ایک کنواری کے بطن سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور ان کا زمانہ پیدائش بھی بڑا دن (۲۵ دسمبر) یا اس کے قریب کا کوئی دن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

متعین کیا جاتا تھا۔ اور ان کے نام بھی اسی قسم کے تھے۔ مثلاً نجات دہندہ۔ وسیلہ۔ فلاح دہندہ وغیرہ۔ ان کے متعلق یہ بھی خیال کیا جاتا تھا۔ کہ وہ جہنم میں وارد ہونیکے بعد دوبارہ زندگی دیئے گئے تھے۔ اور ایسی تقاریب جیسا کہ مثلاً "عشاء ربانی" کی تقریب ہے کے موجد تھے۔ اور ایسے کلیساء کے بانی تھے۔ جن میں بذریعہ بپتسمہ نئے لوگ شامل کیئے جاتے تھے"۔

ہمارے پاس مسٹر کارپنٹر اور آرم سٹرانگ کے دعاوی کی تائید میں قابل اعتماد تاریخی شہادتوں کا ایک بردست ذخیرہ موجود ہے۔ لیکن عدم گنجائش کی وجہ سے ہم اس مختصر مضمون میں ان تمام شہادتوں کو کلی طور پر درج نہیں کر سکتے۔ تاہم ڈاکٹر گور جیسی زبردست شخصیت کے مالک کی رائے کو ذیل میں درج کرنا ضروری خیال کرتے ہیں کیونکہ صاحب موصوف "کلیسائے انگلستان" میں ایک نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ اور متفقہ طور پر عیسویت کے مانے ہوئے ماہر ہیں۔ آپ اپنی ایک مشہور کتاب "الایمان علی الیسوع" میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"دوسری قسم کا تغیر اور بھی زیادہ اہم ہے۔ یہ تغیر ان یونانی گرجوں میں واقع ہوا تھا۔ جو انٹیوک طارسوس اور دمشق جیسے شہروں میں واقع تھے۔ اور جہاں مشرک اور بت پرست اقوام عجیب قسم کے شعبدہ بازوں اور مجذوبوں کے خیالات و عقائد باطلہ میں غرق تھیں۔ اور ایسے عقائد کی پیرو تھیں۔ جن کی رو سے وہ دیوتاؤں کی پوجا کو اپنے عقائد کا جزو لاینفک سمجھتی تھیں۔ اور ان دیوتاؤں پر ایمان رکھکر وہ یقین رکھتی تھیں۔ کہ ان کی برکت سے وہ اس مادی اور سفلی زندگی کے ابتلاؤں اور تکالیف سے نجات پاکر بعد کی زندگی کی غیر فانی خوشی کو حاصل کرینگی۔ ان شعبدہ بازوں کے مذہب میں سب سے بڑے دیوتا کا نام "آقا" جس کو انگریزی میں "لارڈ" کہتے ہیں۔ رکھا ہوا تھا۔ عیسائی قوم میں بھی یسوع کو یونانی خیالات کی تقلید میں لارڈ کے نام سے ہی موسوم کیا جانے لگا۔ اور جو جو اقوام بعد میں عیسویت کو قبول کرتی رہیں۔ انہوں نے اپنے ساتھ سابقہ عقائد برقرار رکھتے ہوئے "لارڈ" کے وہی معنے سمجھے جو یونانی اقوام دیوتائے اعظم سے تعبیر کرتی تھیں"۔

ہم ایک اور معزز مصنف ڈاکٹر آٹو فلیڈرر کی رائے کو بھی ذیل میں بیان کرنا مناسب خیال کرتے ہیں۔ یہ صاحب علمی رنگ میں ڈاکٹر گور جیسی شخصیت اور عیسویت کے متعلق مستند حیثیت کے مالک ہیں۔ آپ اپنی کتاب "ماخذ عیسویت" میں تحریر فرماتے ہیں:۔

""طارسوس" نہ صرف فلسفہ یونان کی زبردست درسگاہ تھی۔ بلکہ مشرک اور لامذہب اقوام کے عقائد باطلہ کی تدریس و ترویج بھی اس جگہ سے بڑھکر کسی دوسری جگہ پر نہ کی جاتی تھی کیونکہ اس زمانے میں ان شعبدہ بازوں کے عقائد باطلہ بڑے زور اور شدت کے ساتھ مشرق سے مغرب کی جانب پھیل رہے تھے"۔

پس یہ بات کہ عیسویت نے ان شعبدہ بازوں کے عقائد کو اپنے مذہب میں پورے طور پر جذب کر لیا تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عیسائی کلیسا کے بڑے بڑے علماء اور بلند پایہ شخصیتوں نے بلا کسی پس و پیش کے تسلیم کر لیا ہے

ڈاکٹر انگ اپنے "آزاد مقالات" میں لکھتے ہیں :- "اس امر کا انکار بیسود ہے۔ کہ "پولوس رسول" نے عیسویت کو ایک پہلو سے ضرور ان شعبدہ بازوں کے ہم عقیدہ خیال کیا ہے ورنہ کوئی وجہ نہیں۔ کہ وہ ایسی ایسی اصطلاحات کو جو صرف ان شعبدہ بازوں کے عقائد سے ہی مختص ہیں۔ عیسویت میں رائج کرتا اور انہی اصطلاحات کو بار بار عیسائی عقائد کے بنیادی اصولوں پر پورے طور پر منطبق کرتا .... مختصر یہ کہ یورپ نے عیسویت کو ایک نوعیت کے شعبدہ بازوں کا مذہب سمجھ کر قبول کیا تھا۔ اور جس طرح بعض یہودی فریسیوں نے یسوع کو مانتے وقت اپنے تمام قدیم معتقدات کو جو مز عومہ یسوع کے بارے میں وہ پیشین گوئیوں کے ماتحت سمجھے ہوئے تھے۔ برقرار رکھا۔ بعینہٖ اسی طرح یونانیوں نے بھی مسیح پر ایمان لاتے وقت اپنی تمام سابقہ روایات و رسومات کو جو اصباغ طہارت اور صوم وغیرہ کے متعلق تھیں۔ برقرار رکھا۔ البتہ ساتھ ہی یہ اعتقاد بھی رکھا کہ ایک الٰہی برادری میں شامل ہو کر اور الٰہی مجالس کے رُکن بنکر وہ مسیح کو اپنے سابقہ دیوتاؤں میں سے دیوتائے اعظم تسلیم کر کے نجات حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائینگے۔" "ایچ۔ جی۔ ویلز" اپنی مشہور کتاب "خاکہ تاریخ" میں ڈین انگز کی رائے کی تصدیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ :-

"عیسائی رسومات قوانین اور شعار کی پوشاک جو عیسویت نے آغاز میں پہنی یا جو آجکل کے زمانے میں بعض عیسائی ممالک نے پہنی ہوئی ہے۔ یہ حقیقتاً یونانیوں کے دیوتاؤں مثلاً "مشتری" وغیرہ کے منادر و معابد میں تیار کی گئی تھی۔ اور پہلی اور دوسری صدی قبل مسیح میں اسکندریہ کے شہر سے نکل کر مہذب دنیا میں پھیل چکی تھی"۔

علاوہ ازیں ہم چاہتے ہیں۔ کہ جے۔ ڈبلیو پنٹر جو مذہبی مقالات لکھنے میں ایک بہترین مصنف مانے جاتے ہیں۔ کی رائے کو بھی درج کریں۔ جنہوں نے "ہمعصر تبصرہ" کے جولائی ۱۹۲۶ء میں ایک عالمانہ مضمون "آزاد کلیسائے کیتھولک کا ایک نظریہ" کے عنوان سے سپرد قلم کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں :-

"عیسویت بحیثیت یہودیت کے قائم مقام ہونے کے اپنے اندر مختلف خیالات کے لوگوں کے اثرات قبول کرتی رہی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ کلیساء جس کا ماحول لامذہب اور بُت پرست اقوام پر مشتمل تھا۔ کسی طور پر بھی اُن کے اثرات سے محفوظ و مصئون نہیں رہ سکتا تھا۔ بعد ازیں جب کلیساء کفریات کی وجہ سے منقسم اور متفرق ہو گیا۔ تو بت پرست اور مشرک اقوام کے خیالات نے ان ہر دو فریقوں پر خواہ وہ کفر کے علمبردار تھے۔ یا عیسویت کے زبردست مؤید یکساں اثر ڈالا۔ بحیثیت ایک تاریخی واقعیت ہونیکے ہم کو عیسویت پر دیگر مذاہب کے احسان کا اعتراف کرنا ہوگا۔ اور ساتھ ہی ہمیں چاہیئے۔ کہ اس بات کو بھی تسلیم کریں کہ عیسویت اُن بُت پرست مشرک اور لا مذہب اقوام کی تہذیب اور تربیت کی بھی ممنون احسان ہے۔ جنکے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

درمیان اس نے نشوونما پایا تھا‘‘

پس جس طرح اس بات کا ثابت کرنا بے سود ہے۔ کہ سن عیسوی کی ابتدا میں عیسویت ان شعبدہ بازوں اور کرامت کا دعویٰ کرنے والوں کے زیر اثر آچکی تھی جو ان دنوں بحیرہ روم کے اِردگرد کے ممالک میں پائے جاتے تھے۔ اسی طرح اس بات کا ثابت کرنا بھی لاحاصل ہے۔ کہ اس پر یونانی فلسفہ نے بہت حد تک اپنا اثر ڈال لیا تھا۔ اور یونانی فلسفہ کے اندر ہرکولیس کے سے قدیم زمانہ سے لیکر جبکہ یونانی فلسفہ کی ابھی ابتدا تھی۔ ایک ایسا عقیدہ پایا جاتا تھا جو صدیوں بعد افلاطون کے خیالات سے مصقل ہوا۔ اور جس کی رو سے یہ کائنات عالم ایک مختار کل اور وراء الوراء ہستی کی مخلوق نہ تصور کی جاتی تھی۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے خیال یا ذہنی طاقت کے زور سے یا بالفاظ دیگر ابن اللہ کے واسطہ سے وجود پذیر ہو کر جاری ہوئی تھی۔ کیونکہ یونانیوں کا دماغ اس قسم کے خیالات قبول کرنے کے سراسر خلاف تھا۔ جن کی رو سے خدا تعالیٰ کا کائنات عالم کے ساتھ بلاواسطہ تعلق پیدا ہو سکے۔ پس یسوع کی عین بعثت کے وقت یونانیوں کے اِن عقائد کا اجتماع خصوصاً اسکندریہ میں یہود کے اُن خیالات کے ساتھ ہوا۔ جن کی رُو سے وہ ایک ایسے وجود کے قائل تھے۔ جس کو وہ ’’عقل و دانش‘‘ کے لقب سے پکارا کرتے تھے۔ اور جو مؤنث کا وجود رکھتے ہوئے خدا تعالیٰ کے ساتھ قیام پذیر ہو کر انسانوں کے دماغوں کو منور کر رہا تھا۔ الغرض نہ صرف یونانیوں میں بلکہ یہود کے بھی بعض فرقوں میں یہ عقیدہ غالب طور پر رائج تھا۔ کہ نسل انسانی کے ساتھ خدا تعالیٰ کی نسبت زیادہ تعلق رکھنے والا ایک اور وجود ہے۔ جس کو وہ ’’لوگوس‘‘ کے نام سے موسوم کرتے تھے اور جو ’’الٰہی تخیل‘‘ یا ’’کلمۃ اللہ‘‘ کہلاتا تھا۔ اور جس کے ذریعہ کائنات عالم وجود پذیر ہوئی تھی۔ اور جو خود کو انسانوں پر ظاہر کرتا رہتا تھا۔ یونانی فلسفہ کے اس حصہ کا سب سے بڑا مبلغ ’’فلو‘‘ نامی اسکندریہ کا ایک یہودی تھا۔ جو چوبیس [۲۴] برس قبل مسیح پیدا ہو کر ۵۴ء تک زندہ رہا۔ یہ شخص علاوہ فلاسفر ہونے کے دینیات کا بھی بہت بڑا ماہر تھا۔ اس کی تحریرات میں یونانی فلسفہ اور یہودی مذہب کے اُس امتزاج کا پکا ہوا پھل نہایت محفوظ صورت میں رکھا ہوا ملتا ہے۔ جو سنہ ۲ ق۔م میں شاہان بطالمی کے عہد حکومت میں اسکندریہ کے یہودیوں کے ذریعہ واقع ہوا۔ اور جو موجودہ عیسویت کے وجود میں آنے کے لئے ازبس اہمیت رکھتا ہے۔ اور اگر بنظر غور مطالعہ کیا جائے۔ تو افلاطون کے نظریۂ پیدائش عالم کے اندر بعد میں آنیوالی تثلیث کی تخلیق کے جراثیم میں سے ایک نہ ایک جرم ضرور نظر آتا ہے۔ ڈاکٹر آٹو فلیڈرر کے نزدیک افلاطون کا خیال تھا۔ کہ خدا تعالیٰ نے کائنات عالم کو اپنی ہی شکل پر پیدا کیا ہے۔ یعنی یہ دنیا ایک کامل اور بدرجہ غائیت خوبصورت مخلوق کی شکل بلکہ خدا تعالیٰ کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے اکلوتے بیٹے کی صورت میں عالم وجود میں لائی گئی ہے۔ اور اس لئے خداوند تعالیٰ کا مظہر اتم ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے خود کو اس دنیا کے وجود میں ظاہر کیا ہے۔ گویا قیاس یہ کیا گیا ہے۔ کہ دنیا ایک جاندار چیز یا ایسی ہستی ہے۔ جس کے اندر روح موجود ہے۔ اور اسی نفوذ شدہ روح میں ہی فی الحقیقت اللہ تعالیٰ کا عکس ہے۔ پس افلاطوں کے نظریہ کی رو سے یہ جہاں ایک دوسرا خدا یا حقیقی باپ کا اکلوتا بیٹا ہے جس کے ذریعہ کائنات عالم کا وجود قیام پذیر ہے۔ "فلو" افلاطوں کے اس عقیدہ سے ضرور متاثر ہوا تھا لیکن اس میں تھوڑی سی ایزادی اس نے خود اپنے فلسفہ کی بنا پر کر دی۔ اور وہ یہ تھی۔ کہ خداوند تعالیٰ جو اعلیٰ وراء الوراء اور برتر ہستی ہے۔ اس کا عالم سفلی کی محدود مخلوق کے ساتھ تعلق قائم کرنا خود اسکی ارفع اور پاکیزہ شان کے منافی ہے۔ اس لئے اس بات کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ کہ دنیا اور خدا کے درمیان ایک اور وجود مانا جائے جس کے ذریعہ دنیا عالم وجود میں آئی۔ اور "لوگوس" سے بہتر کوئی دوسری ہستی اِس عہدہ کے لائق اس کے خیال میں نہ آئی۔ جس کو خدا کے پہلوٹھا ہونیکا فخر حاصل ہو۔ اور جو اس دنیا کی تخلیق کا موجب ہو۔ الغرض عیسویت کے دنیا میں ظہور کرنے کے زمانہ میں یہود اور یونان کی مشترکہ دنیا کے اندر اس قسم کے خیالات پہلے ہی سے رائج تھے۔ جن کی رو سے یا تو "لیگوس" کو کائنات عالم کی روح و رواں سمجھا جاتا تھا اور یا اس کو (لیگوس) خدا تعالیٰ اور اس مادی دنیا کی درمیانی کڑی قرار دیا جاتا تھا۔ اور یا ان خیالات کی رُو سے بعض الٰہی وجود رکھنے والوں کو ایک ذہنی حیثیت دیکر انکے ذریعہ سے عشاء ربانی جیسی رسومات کو ادا کرتے ہوئے ایسی باتوں کی توقع رکھی جاتی تھی۔ جن کی وجہ سے لوگ اس مادی اور سفلی دنیا کے مصائب اور نشیب و فراز سے بچ سکیں۔ اور عالم بالا کی نورانی اور غیر فانی زندگی حاصل کر سکیں۔ بلاشبہ اس قسم کے خیالات نے اُس زمانہ کے لوگوں کے اندر ایک ذہنی اور معنوی فضا پیدا کر دی تھی۔ جن کے ہوتے ہوئے کسی ایسے مذہب کا رواج پکڑنا نہایت ہی آسان تھا۔ جس کے اصولوں میں کفارہ جیسے مسائل داخل ہوں۔ جس طرح کہ آج کی عیسویت ہے۔ پولوس نے اسی روحانی اور مذہبی فضا سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اپنے خیالات کی ترویج شروع کر دی۔ اور اس میں ذرہ بھر بھی شک نہیں۔ کہ جونہی پولوس نے عیسویت کو قبول کیا۔ وہ یسوع کے متعلق ایسے جذباتی اعتقادات میں پڑ گیا۔ جن کی بنا پر اس نے یسوع کو اعلیٰ اور ارفع حیثیت دیکر خدائی کے مرتبے تک پہنچا دیا۔ جیسا کہ ہم اپنے سابقہ مضمون میں اُسے ثابت کر چکے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ پولوس برخلاف سابقہ مبلّغین مذاہب کے ایک ایسا انسان تھا جس نے یہودی ماحول میں ایک مشہور مربی گمالیل کے قدموں میں تربیت پائی تھی۔ اور جیسا ڈاکٹر گور نے اس کے خطوط سے نتیجہ نکالا ہے۔ پولوس نہ صرف ایک یہودی عالم ہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھا۔ بلکہ اس نے اپنے وطن مالوف طارسوس کے مقام پر جو اُن دنوں فلسفہ کا زبردست مرکز تھا۔ اُس فلسفیانہ روح کو بھی بہت حد تک جذب کر لیا تھا جس کے لئے طارسوس مشہور چلا آرہا تھا۔ اور جب ہم اس قسم کے فقرات مثلاً "یسوع کے اندر تمام اشیاء جمع ہیں" یا یہ کہ "یسوع کی برکت سے ہم حرکت کرتے زندہ رہتے یا اپنا وجود قائم رکھتے ہیں" پڑھتے ہیں۔ تو لازماً ہمیں تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ اس زمانہ کے فلسفہ کے اثرات کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کا ایک تصوّر قائم کر لیا گیا تھا۔ اور ساتھ ہی اس بات کا شبہ بھی قوی ہو جاتا ہے۔ کہ پولوس کے دماغ میں اس وقت کے مروّجہ خیالات نے اثر ڈالکر ایک ایسے عقیدہ مخترعہ کی طرح ڈال لی تھی۔ جس کی رو سے 'ابن اللہ'، کا اس دنیا کے ساتھ تعلّقات رکھنے کا تصوّر اس کے دماغ میں آگیا تھا۔

ہمارے خیال میں ہم نے اس بات کو کافی طور پر ثابت کر دیا ہے۔ کہ یسوع کے دماغ میں اس سے زیادہ کوئی مسئلہ اتنا بعید نہ تھا۔ جتنا یہ کہ اس کو اُلوہیت یا ابنیّت کا درجہ دیا جائے۔ نیز ہم نے یہ بھی ثابت کر دیا ہے۔ کہ مسیحؑ کے اقوال و افعال سے بھی جیسے کہ وہ بائیبل میں درج ہیں۔ اس باغیانہ اور لغو عقیدہ کی ہرگز تائید نہیں ہوتی۔ کیونکہ مسیحؑ کے اندر عام انسانیت سے بالا کوئی بات نہ تھی۔ بجز اسکے جو اُس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش کی تھی۔ اور جس کو اس نے انجام کار حاصل بھی کر لیا تھا۔

ہم نے اس امر کو بھی ثابت کرنیکی کوشش کی ہے۔ کہ عیسویت جیسی کہ موجودہ شکل میں نظر آرہی ہے۔ فی الحقیقت پولوس کے دماغ کی اختراع ہے۔ جس نے کہ مختلف حالات سے متأثر ہو کر عیسائی عقائد کو اُس شکل سے جس میں کہ مسیحؑ نے اسے دنیا میں پیش کیا تھا۔ مختلف شکل میں تبدیل کر دیا۔ وہ حالات جن سے وہ متأثر ہوا تھا۔ مشتے نمونہ از خروارے مندرجہ ذیل ہیں:۔ مثلاً

اوّل۔ اس کا وہ خواب جو اس نے دمشق کو جاتے ہوئے دَوران سفر میں دیکھا۔

دوم۔ اس کا یہودی ماحول میں تربیت پانا۔ اور اس فضا کی ذہنیت کا اخذ کرنا۔

سوم۔ اس کی اپنی مجذوبوں اور شعبدہ بازوں والی فطرت کا ہونا۔

چہارم۔ سنہء میں لوگوں کا بحیرہ روم کے اِرد گِرد کے ممالک میں مذہبی اور روحانی لحاظ سے نہایت ابتری کی حالت میں ہونا۔

پنجم۔ انہیں ممالک میں شعبدہ بازوں کے معتقدات کا موجود اور رائج ہونا۔ اور ان کا بُت پرست اور لامذہب اقوام کے سے خیالات رکھنا۔

ششم۔ بیراگی اور افلاطونی فلسفہ کا ان دنوں رائج ہونا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہفتم۔ ’’فلو‘‘ جیسے فلاسفروں کا لیگوس کی ہستی پر ایمان رکھنا۔

ہشتم۔ خود پولوس کا ان خیالات کے اخذ کرنے کا میلان رکھنا۔

پس حقیقت یہ ہے۔ کہ پولوس میں ان اثرات کی وجہ سے ایک ایسے خدا کے وجود پر ایمان لانے کا رُجحان پیدا ہو گیا تھا۔ جو مر کر پھر زندگی حاصل کر لیتا تھا۔ اور ایسے خدا کو ان دنوں ایشیاء کی بعض مشرک اور بے دین اقوام مانتی بھی تھیں۔ پولوس نے صرف یہ کیا۔ کہ بجائے ان مشرک اور بیدین اقوام کے خداؤں کے اپنی طرف سے ایک نئے خدا کا تصور پیش کیا۔ جس کو وہ روح یا ابن اللہ یقین کرتا تھا۔ اور جو اس کے خیال میں بنی آدم کے گناہوں کا کفارہ ہو کر صلیب کے اوپر (نعوذ باللہ) لعنتی موت مرا۔ جیسا کہ آجکل عیسائی لوگ اعتقاد رکھتے ہیں۔ مگر وہ چیز جس نے مذکورہ بالا تمام ثبوتوں سے بڑھکر پولوس کو یسوع میں وہ صفات ودیعت کرنے پر آمادہ کیا۔ جو صرف خدائے تعالیٰ سے ہی مخصوص ہیں۔ اور جو نہ صرف یہ کہ یسوع میں پائی ہی نہ جاتی تھیں۔ بلکہ یسوع نے خود بھی ان سے متّصف ہونیکا کبھی ادّعا نہیں کیا۔ یہ ایک ایسا سوال ہے۔ جو ایک تسلّی بخش جواب کو چاہتا ہے۔

در اصل پولوس کے یسوع کے متعلق ایسے خیالات رکھنے کی وجہ اس کا پطرس کے ساتھ وہ تنازعہ تھا۔ جو اس بارے میں تھا۔ کہ یسوع یہود اور غیر یہود سب اقوام کا نجات دہندہ ہو کر آیا ہے۔ اور اسی تنازعہ کی وجہ سے اس نے پطرس سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ پولوس کو اپنے مختلف سفروں کے دوران میں جو اس نے غیر یہود اقوام اور علاقوں میں کیئے تھے۔ ایسے لوگوں سے ملنے کے مواقع حاصل ہوتے رہے۔ جو متنوع مذاہب اور عقائد رکھنے والے تھے۔ اور جن کا مختصر سا ذکر ہم نے سطور بالا میں کر دیا ہے۔ اس مذہبی جوش جنوں میں کہ یسوع کو نہ صرف یہودی ہی تسلیم کر لیں۔ بلکہ مشرک اقوام بھی اس پر اپنا کامل ایمان لے آئیں۔ پولوس نے عیسائی عقائد کو ایسے رنگ میں ڈھال کر ان لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ جو اُن کے سابقہ عقائد سے مماثل تھے۔ تا وہ آسانی کے ساتھ عیسویت کے عقائد کو تسلیم کر کے یسوع پر جلدی ایمان لے آئیں۔ اطرح پولوس نے چند ایسے عقائد کو اختراع کر لیا۔ جن کو مسیح کی لائی ہوئی تعلیم سے دُور کی نسبت نہ تھی۔ اپنی اسی تگ و دو میں کہ کسی نہ کسی طرح یہود اور غیر یہودی اقوام یسوع پر ایمان لے آئیں۔ پولوس نے ایک ایسا غلط راستہ اختیار کر لیا۔ جس کا انجام لازمی طور پر تباہی ہوتا ہے۔

ہمارے مذکورہ بالا نتائج نہ صرف تاریخ کے معقول مصدّقہ اور قطعی امور پر مبنی ہیں۔ بلکہ پولوس کی اپنی شہادت اور عیسائی مذہب کے نامور محققین کی شہادتوں سے بھی تقویت یافتہ ہیں۔ .... پولوس گرنتھیں ۱۹- آیت ۲۱-۲۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں کہتا ہے کہ " ان لوگوں کے لئے جو کسی نہ کسی شریعت کے پیرو ہیں۔ میں شریعت کا پیرو ہوں۔ تا ان کو اس ذریعہ سے اپنی طرف جذب کرسکوں اور ان لوگوں کے لئے جو کوئی شریعت نہیں رکھتے۔ مَیں بھی کسی شریعت کا پیرو نہیں ہوں۔ تا مَیں ان کو بھی اس طریق سے اپنی طرف کھینچ سکوں "۔

پولوس کی وہ جدوجہد جو اس نے اپنے عقائد کے پھیلانے اور ان کو اُس زمانہ کے مروّجہ فلسفہ کے رنگ سے رنگین کرکے بیان کرنے اور ایسی زبان استعمال کرنے میں دکھائی جو اس زمانہ میں رائج تھی۔ اور جس کے ذریعہ سے وہ یہودیوں کے سامنے اپنے آپکو یہودی اور مشرک بیدین اقوام کے سامنے خود کو مشرک ظاہر کرتا تھا۔ اس کی نسبت "پیغامبر ترقی"، کے فاضل مصنّف نے جو پولوس کا زبردست مدّاح ہے۔ ذیل کا تبصرہ سپرد قلم کیا ہے:۔

" اگر پولوس عیسویت کی اس حقیقی تعلیم میں غوطہ زن ہوتا۔ جو عوام کو عجیب اور نرالے رنگ کی نظر آتی تھی۔ یا اسکی تشریح مخالفانہ رنگ میں ایسے طور پر کرتا۔ جو عموماً جاہل لوگوں کا حربہ ہوتا ہے۔ تو یقیناً اس کو ناکامی اور نامرادی کا سامنا کرنا پڑتا۔ لیکن چونکہ سب سے بڑی خواہش یہ تھی۔ کہ وہ اپنے سامعین کو دلائل اور محبّت کے ذریعہ اپنی طرف کھینچ لے۔ اس نے اپنا نصب العین یہ رکھا۔ کہ مشرک لوگوں کے سامنے خود کو مشرک بتائے۔ اور شریعت نہ رکھنے والی اقوام کے سامنے خود کو شریعت کی قید سے آزاد ظاہر کرے۔ اور اس طرح اس نے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی۔ کہ وہ ایک بڑا وسیع القلب انسان ہے۔ اور اتنی بڑی رواداری کا حامل ہے۔ جس کو دیکھتے ہوئے۔ یہود حیرانگی کا اظہار کریں۔ اور غیر یہودی طبقہ آفرین کا نعرہ مارے۔

ایسے عقائد کے اظہار سے جن سے ایک آدمی نہایت خلیق بے کینہ متحمل مزاج اور بدرجہ غایت وسیع القلب معلوم ہو۔ اور ایسے دلائل و وجوہ کے پیش کرنے سے جو بے اندازہ صلح کل معلوم دیں اور جن کے ذریعہ وہ سامعین کے دیوتاؤں کے اعلیٰ درجہ کے تقدّس کا قائل معلوم ہوتا ہو۔ اور اپنے معتقدات کی حقانیت کو ان لوگوں کے شعراء کے کلام کی امداد سے ثابت کرتا ہو۔ پولوس نے اپنے سامعین و مخاطبین کی بنیادی اغلاط کو اپنے اس نرالے طریق سے ان پر ظاہر کیا۔ کیونکہ اس کا خاصہ تھا۔ کہ وہ اپنے آپ کو پیش آمدہ حالات کے عین مطابق و موافق بنا لیا کرتا تھا۔ تا اس طرح اپنے سامعین کی غلطیوں کو ان پر واضح کرسکے۔ پولوس کے اس رویہ کے متعلق ڈاکٹر آٹو فلیڈرر بھی اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کرتے ہیں:۔

" ہم کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ ایسے رسول کے لئے جسے یونانیوں کو اپنا ہم خیال بنانے کی خاطر یونانی اور یہود کو اپنا ہم خیال کرنے کے لئے یہودی بننا پڑے یہ بات کس قدر کٹھن تھی۔ کہ وہ اپنے نئے مذہب کو جو اس کے نزدیک نجات کا دعوی دار تھا ایسے طریقوں سے پیش کرے۔ جو اس نے مشرک اور یہودی اقوام کے ذریعہ حاصل کئے تھے۔ ایسے ممالک کے لوگوں کے اندر جہاں مشرکین آباد تھے۔ ایک نئی مشرقی عقائد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی مخفی زبان کی ترویج اور یونانی فلسفہ کی فرزانہ اور ہر دلعزیز تعلیم کی موجودگی ایسی باتیں تھیں۔ کہ رسول پولوس کے لیئے اس کے بغیر چارہ نہ رہا۔ کہ عیسائی عقائد کو پھیلانے کی غرض سے ایسے نکات اور اس قسم کے طرز بیان کو اپنے لئے مخصوص کرے۔ جن میں اس کے مخاطبین کے عقائد کی کافی مشابہت ہے۔ اور اس ذریعہ سے وہ عیسویت کی تعلیم کو ان تک پہنچا سکے۔"

فی الحال اس مضمون کو ہم یہیں چھوڑتے ہیں۔ کسی دوسری فرصت میں انشاء اللہ اس موضوع پر مزید روشنی ڈالینگے۔ اور اس بات کو ثابت کرنیکی کوشش کرینگے۔ کہ وہ کونسے مختلف حالات تھے۔ جن کے تاثرات سے تثلیث کا عقیدہ گوناگون اور متنوع تغیرات کے تحت آ گیا۔ اور وہ کیا وجوہ و علل تھیں جن کے پیش نظر اس دو ہزار سال کے طویل عرصہ میں اس نے مختلف پہلو بدلے جن میں سے گذر کر یہ مذہب آج بالکل ایک نئی شکل میں ہمارے سامنے موجود ہے + (ترجمہ میاں محمد شفیع صاحب بھیری ہیڈ ماسٹر) (مضمون ریویو انگریزی)

کیا انجیل مستقل شریعت کی کتاب ہے؟

(نمبر ۵)

اہل بہا کے دوسرے دلائل

اہل بہا آیت لکل جعلنا منکم شرعۃً ومنھاجاً سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ چونکہ اس آیت سے پہلے توریت۔ انجیل اور قرآن کریم کا ذکر ہے۔ اس کے بعد یہ آیت نازل فرمائی کہ ہم نے تم میں سے ہر ایک کیلئے ایک شریعت اور طریق مقرر کیا۔ اور لفظ کل میں حضرت مسیح بھی شامل ہیں۔ اس لئے انجیل بھی توریت اور قرآن کریم کی طرح شریعت کی کتاب ہے۔ اس آیت میں علیحدہ تو انجیل کے شریعت ہونیکا ذکر نہیں ہے۔ ہاں عمومی طور پر لفظ کل میں حضرت عیسیٰؑ بھی شامل کیئے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ آپ کا ذکر اس آیت سے پہلے موجود ہے۔ بیشک حضرت عیسیٰؑ کو شریعت ملی لیکن وہ پرانی ہی شریعت توریت تھی نئی شریعت کوئی نہیں دی گئی۔ کیونکہ واقعات اس کے خلاف ہیں۔ جیسا کہ میں پہلے ثابت کر آیا ہوں۔ اگر کوئی اسی امر پر زور دے کہ نہیں نئی شریعت کا استدلال اس آیت سے نکلتا ہے۔ اور لفظ کل میں حضرت عیسیٰؑ شامل ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت سے پہلی آیت میں حضرت عیسیٰؑ کی پوزیشن واضح کر دی گئی تھی جہاں پر فرمایا وقفینا علیٰ آثارھم بعیسی ابن مریم کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم کو انبیائے بنی اسرائیل کے نقش قدم پر بھیجا تھا۔ انبیاء بنی اسرائیل کوئی شریعت نہ لائے تھے ان کی شریعت توریت ہی تھی۔ اسی طرح حضرت عیسیٰؑ کی شریعت بھی توریت ہی ہے۔ اور اس کے علاوہ وہ آیت لکل جعلنا منکم شرعۃً سے پہلے جس طرح قرآن کریم اور انجیل کا ذکر ہے۔ اسی طرح انبیاء بنی اسرائیل کا ذکر موجود ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جہاں پر فرمایا ہے یحکم بہا النبیّون۔ ربانیوں اور احبار کا بھی ذکر موجود ہے۔ اور ان سے پہلے توریت کا ذکر ہے جب لفظ کل میں حضرت مسیح داخل کیئے جاسکتے ہیں تو کونسی روک ہے کہ انبیاء بنی اسرائیل کو اس لفظ کل میں داخل نہ کیا جائے۔ کونسی دلیل ہے کہ احبار اور ربانی لوگوں کو کل کے لفظ میں شامل نہ کیا جائے۔ کیا کوئی استثنا بیان کیا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اُن کے متعلق تو آیا ہے وہ توریت کے مطابق فیصلہ کیا کرتے تھے۔ اس لئے اُن کو نئی شریعت نہ دی گئی تھی۔ میں کہتا ہوں حضرت مسیح کے متعلق وقفّینا علیٰ اٰثارھم فرما کر اس بات کا فیصلہ کر دیا ہے کہ اُن کو بھی کوئی نئی شریعت نہ دی تھی۔ آپ بھی توریت سے فیصلہ دیا کرتے تھے۔ ورنہ پھر کس دلیل سے حضرت موسیٰؑ کے بعد آنیوالے انبیاءؑ کو۔ احبار کو۔ ربانیوں کو نئی شریعت نہ دیا جانا ثابت کرو گے۔ کیونکہ ان کا بھی تو ذکر اس آیت سے قبل موجود ہے وہ بھی لفظ کل سے خارج نہیں کیئے جاسکتے۔ انبیاء بنی اسرائیل کو کتابیں بھی ملی تھیں۔ اُن میں انجیل کی طرح ہدایت بھی تھی۔ اُن میں نور بھی تھا۔ وہ انبیاء حَکَم بھی تھے۔ وہ فیصلہ بھی کیا کرتے تھے۔ وہ خدا کی طرف سے مامور بھی تھے پھر کونسی دلیل آپ کی باقی رہ گئی کہ وہ صاحب شریعت نہ تھے۔ ہاں بات تو تب تھی کہ توریت کو منسوخ کرنیکا اعلان دکھایا جاتا۔ نئی شریعت کے لانے کا دعویٰ کیا جاتا۔ اور پھر کوئی شریعت کی کتاب یا صحیفہ اپنے ماننے والوں کے لئے از خود لکھ کر یا لکھا کر چھوڑ جاتے۔ اور فرما دیتے کہ اب توریت کی ضرورت نہیں رہی۔ میری نئی کتاب اور میری نئی شریعت ہی اس زمانہ کے لئے کافی ہے۔ جیسے حضرت موسیٰؑ نے اپنے بعد توریت اور رسول کریم صلعم نے قرآن کریم کو ایک کتاب کی صورت میں ایمان لانے والوں کے لئے چھوڑا ہے۔ مگر وہاں کچھ بھی نہیں۔ دیگر انبیاء بنی اسرائیل اپنی اپنی کتابیں چھوڑ گئے۔ اور حضرت عیسیٰؑ نے کوئی کتاب بھی اپنے پیچھے نہ چھوڑی۔ شریعت تو ایک دور کی بات ہے اور نہ آپکے حواریوں نے کوئی کتاب آپکی طرف منسوب کرکے لکھی۔ ہاں حواریوں اور پولوس وغیرہ سے سن سنا کر چند کتابیں دوسروں نے بیشک لکھی ہیں۔ مگر نہ وہ خدا کی کتابیں ہیں اور نہ حضرت عیسیٰ کی وحی کا مجموعہ ہی ہیں۔ اور نہ آپنے اُن کو کبھی لکھایا ہی ہے۔ اُن میں غلطیوں کا احتمال بہت ہو سکتا ہے۔ اور باوجود ان باتوں کے اُن میں پھر بھی حضرت عیسیٰؑ کے جو اقوال درج کیئے ہیں وہ توریت کے شریعت ہونے پر اور اس پر کاربند رہنے کے متعلق ہی ہیں اس کے خلاف نہیں۔ اگر کسی کو توریت کے خلاف کچھ ملتا ہے تو وہ اس کی اپنی سمجھ کا قصور ہے ورنہ پھر یہ ثابت بھی کرنا ہوگا کہ واقعی حضرت عیسیٰؑ نے یہی الفاظ بیان فرمائے تھے اور انجیل لکھنے والوں نے بلا کسی کمی اور زیادتی کے بجنسہٖ نقل کر دیئے ہیں۔ تب کچھ بات بن سکتی ہے۔ ورنہ نہیں ❊

حرام وحلال کے بارہ میں

حرام وحلال کے بارے میں مرزقانی صاحب نے قرآن کریم کی آیت لاحل لکم بعض الذی حرم علیکم سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت مسیحؑ نے توریت کی حرام کردہ اشیا کو حلال قرار دیا تھا۔ لہٰذا توریت کے احکام منسوخ ہو گئے اور نئے احکام اُنکی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جگہ نافذ کر دیئے گئے ۔

زرقانی صاحب نے اپنے پہلے دعووں کی طرح یہ دعویٰ بھی بلا دلیل ہی کر دیا ہے کہ توریت کی حرام کردہ اشیاء کو آپؑ نے حلال کر دیا تھا۔ اس میں شک نہیں قرآن کریم میں ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم وجئتکم بایۃ من ربکم آیا ہے یعنی اور تاکہ حلال کروں تمہارے لئے بعض وہ جو حرام کی گئی ہے تم پر اور تمہارے پاس تمہارے رب کے نشان لایا ہوں۔ اس آیت میں کسی جگہ بھی نہیں لکھا کہ وہ تورات کی حرام کردہ اشیاء تھیں۔ الفاظ بعض الذی حرم علیکم آتے ہیں کہ جو تم پر حرام کی گئی تھی۔ اہل بہا اس سے توریت کی حرام کردہ اشیاء مراد لیتے ہیں اور میرا خیال یہ ہے توریت کی حرام کردہ اشیاء وہ ہرگز نہ تھیں۔ کیونکہ تورات کا ذکر یہاں پر نہیں ہے۔ دوسرے انجیل میں بھی کوئی آیت توریت کی حرام کردہ اشیاء کو حلال قرار دینے والی موجود نہیں ہے۔ جب یہ بات قرآن کریم میں نہیں۔ انجیل میں نہیں تو بہرحال ماننا پڑے گا کہ زرقانی صاحب کے دماغ کی اختراع ہے۔

انجیل میں ایک باب حرام وحلال کے بارے میں بیشک آیا ہے۔ لیکن وہ توریت کی حرام کردہ اشیاء کے متعلق نہیں ہے۔ بلکہ یہود کی از خود حرام کردہ اشیاء کے متعلق ہے۔ اس کی مثال اس زمانہ میں بھی مل سکتی ہے مثلاً بعض عالموں نے انگریزی پڑھنی اور پڑھانی سرسید احمد خاں صاحب مرحوم کے وقت میں حرام کی ہوئی تھی لیکن انہوں نے آکر اس حرام کردہ چیز کو حلال قرار دیدیا۔ یا سرحدی ملاؤں نے یہ جائز اور حلال کر رکھا تھا۔ کہ کافروں کو ہندوستان میں آکر لوٹ لینا اور مار دینا کار ثواب ہے۔ ہندوستان میں رہ کر ہندوؤں سے سود لے لینا حرام نہیں ہے۔ اب اگر کوئی ایسی حرام کردہ اشیاء کو حلال قرار دیدے اور حلال کردہ باتوں کو حرام کہدے تو کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے اس نے شریعت اسلامیہ کی حرام وحلال کردہ اشیاء کو بدل دیا۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ سو اسی قسم کی اس وقت بات تھی۔ وہ یہودیوں کی از خود حرام کردہ باتیں تھیں۔ ان کا کوئی ثبوت توریت میں موجود نہ تھا۔ حضرت مسیحؑ نے آکر توریت کے اصل احکام کے مطابق فیصلہ صادر فرمایا ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے متی باب ۱۵ میں موٹے الفاظ میں یہ سرخی لکھی ہے "حرام وحلال کے بارے میں یسوع کی تعلیم" پھر آیات ۱ تا ۲۰ میں اس پر بحث لکھی ہے:۔

"اس وقت فریسیوں اور فقیہوں نے یروشلم سے یسوع کے پاس آکر کہا کہ تیرے شاگرد بزرگوں کی روایت کو کیوں ٹال دیتے ہیں۔ کہ روٹی کھاتے وقت ہاتھ نہیں دھوتے۔ اس نے جواب میں ان سے کہا کہ تم اپنی روایت سے خدا کا حکم کیوں ٹال دیتے ہو .... پس تم نے اپنی روایت سے خدا کا کلام باطل کر دیا اے ریاکارو! یشعیاہ نے تمہارے حق میں کیا خوب نبوت کی .... یہ بے فائدہ میری پرستش کرتے ہیں۔ کیونکہ آدمیوں کے حکموں کی تعلیم دیتے ہیں۔ پھر اس نے لوگوں کو پاس بلا کر ان سے کہا کہ سنو اور سمجھو کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو چیز مُنہ میں جاتی ہے آدمی کو ناپاک نہیں کرتی مگر جو مُنہ سے نکلتی ہے وہ آدمی کو ناپاک کرتی ہے اِس پر شاگردوں نے اس کے پاس آکر کہا کیا تُو جانتا ہے کہ فریسیوں نے یہ بات سُن کر ٹھوکر کھائی۔ اس نے جواب میں کہا کہ جو پودا میرے آسمانی باپ نے نہیں لگایا جڑ سے اُکھاڑا جائیگا۔ اگر اندھا اندھے کو راہ بتائیگا تو وہ دونو گڑھے میں گرینگے .... بغیر ہاتھ دھوئے کھانا کھانا آدمی کو ناپاک نہیں کرتا" متی باب ۱۵۔

اس حوالے سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ (۱) قرآن کریم میں جو حرام و حلال کا ذکر ہے وہ اسی بحث کا ذکر ہے۔ (۲) فریسی بزرگوں کی روایات کی بنا پر حضرت مسیحؑ کے حواریوں پر اعتراض کرتے تھے۔ نہ کہ توریت کے کسی حکم کی خلاف ورزی کے متعلق۔ (۳) حضرت مسیحؑ اُن کو خود ملزم قرار دیتے ہیں کہ تم اپنی خود ساختہ روایت سے خدا کے حکم کو جو توریت میں لکھا ہے خود ٹال دیتے ہو گویا خدا کی حرام کردہ اشیاء کو حلال قرار دیتے ہو۔ (۴) یہودی آدمیوں کے حکموں کی تعلیم دیتے تھے۔ (۵) ایسی تعلیم کے متعلق آپ نے فرمایا کہ جو پودا میرے آسمانی باپ نے نہیں لگایا وہ جڑ سے اُکھاڑا جائیگا یعنی وہ تعلیم جو خدا نے توریت میں بیان نہیں فرمائی بلکہ آدمیوں کی از خود ایجاد کردہ ہے وہ جڑ سے اُکھاڑی جائیگی۔ اور میرے آنے کا مقصد ہی یہی ہے کہ اصل تعلیم سے تم کو آگاہ کروں۔ (۶) توریت کے خلاف تعلیم دینے والے کو تم چھوڑ دو۔ وہ خود اندھے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ حرام کیا ہے اور حلال کیا ہے۔ (۷) بغیر ہاتھ دھوئے کھانا کھا لینا آدمی کو ناپاک نہیں کر سکتا۔ یہ جائز ہے۔ یہ توریت کے خلاف نہیں +

یہ ہے حرام و حلال کے بارے میں حضرت مسیحؑ کی تعلیم اس میں کہیں نہیں لکھا کہ توریت کی حرام کردہ اشیاء کو مَیں حلال قرار دیتا ہوں۔ بلکہ آپ یہود کو ملزم گردانتے ہیں کہ تم لوگ آدمیوں کی روایت سے خدا کے حکموں کو خود ٹال دیتے ہو۔ تم آدمیوں کے حکموں کی تعلیم دیتے ہو۔ ایسی تعلیم مٹا دی جائیگی۔ تم خود اندھے ہو تم دوسروں کو کیا راہ دکھاؤ گے۔ اس لئے ایسے آدمیوں کو چھوڑ دینا چاہیئے۔

اِس سے ظاہر ہے کہ آپ توریت کے حکم صادر فرمایا کرتے تھے۔ اور توریت کی حرام کردہ اشیاء کو حرام اور حلال کردہ اشیاء کو حلال ٹھیرایا کرتے۔ ہاں آدمیوں کے از خود ایجاد کردہ حرام کو بیشک حلال قرار دیا کرتے تھے۔ نہ کہ توریت کے خلاف اور اس کے احکام کو منسوخ قرار دیا کرتے تھے +

معلوم دیتا ہے۔ اس وقت کے یہودی مدراسی برہمنوں کی طرح چھوت چھات کرنے والے ہونگے جیسا کہ مرقس باب میں لکھا ہے کہ یہود جب تک خود ہاتھ نہ دھولیں نہیں کھاتے۔ بازار سے آکر جب تک غسل نہ کرلیں نہیں کھاتے۔ اور بہت سی باتیں ہیں جو قائم رکھنے کے لئے بزرگوں سے پہنچی ہیں۔ جیسے پیالوں۔ اور لوٹوں اور تانبے کے برتنوں کا دھونا وغیرہ وغیرہ۔ ایسی باتوں کو دیکھ کر فرمایا کہ اِن کے نہ کرنے سے آدمی ناپاک نہیں ہو سکتا +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر حضرت عیسیٰؑ نے توریت کے خلاف حرام کردہ اشیاء کو حلال قرار دیا ہوتا تو ضرور ہے انجیل میں اس کا ذکر ہوتا۔ کیونکہ ایسی ضروری بات اور وہ بھی توریت کو منسوخ کرنے والی انجیل میں لکھی نہ جائے اور وہ بھی جبکہ اناجیل پولوس کی تعلیم کے بعد اور اس کے زیر اثر لوگوں نے لکھی ہوں۔ ایسی باتوں کو وہ لوگ فوراً ہی لکھ دیتے۔

دوسری طرف قرآن کریم میں بھی توریت کی حرام کردہ اشیاء کو حلال ٹھہرانے کا ذکر نہیں ہے۔ پھر خواہ مخواہ بلا ثبوت آپ کی طرف ایسی بات منسوب کرنی محض زبردستی کی بات ہے۔

ہاں البتہ جب پولوس یہودی عیسائی ہوگیا تھا۔ اور یہ توریت کی شریعت کے سخت خلاف تھا۔ اس کے زیر اثر حرام و حلال کے بارے میں ایک فیصلہ اعمال میں لکھا ہے۔ کہ جب ختنہ کے جاری کرنے یا نہ کرنے کی بحث درمیان میں آئی اس وقت واقعہ صلیب کے ایک عرصہ کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا:۔

"غیر قوموں میں سے جو خدا کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔ ہم اُن کو تکلیف نہ دیں مگر اُن کو لکھ بھیجیں کہ بُتوں کی مکروہات اور حرامکاری اور گلا گھونٹے ہوئے جانوروں اور لہو سے پرہیز کریں کیونکہ قدیم زمانہ سے ہر شہر میں موسیٰ کی توریت کی منادی کرنے والے ہوتے چلے آئے ہیں اور وہ ہر سبت کو عبادت خانوں میں سُنائی جاتی ہے" اعمال باب ۱۵ آیت ۱۹ تا ۲۰۔

یہاں پر بُتوں کی مکروہات۔ حرامکاری۔ گلا گھونٹے ہوئے جانوروں اور لہو سے پرہیز کرنیکا حکم دیا ہے۔ اور باقی غالباً سب چیزیں جو توریت میں حرام تھیں حلال کردی ہیں۔ اور یہ بھی غیر قوموں کے لئے۔ لیکن حواریوں نے بھی اس بارے میں حضرت مسیحؑ کی تعلیم کا کوئی حوالہ پیش نہیں کیا۔ از خود ہی ایسا فیصلہ کیا ہے۔ اور کسی نئی شریعت آنیکا ذکر تک نہیں کیا۔ بلکہ موسیٰ کی شریعت کا ہی ذکر کیا ہے۔ اور ختنہ کے حکم کو از خود منسوخ قرار دیا ہے۔ انجیل کا یا حضرت مسیحؑ کی تعلیم کا کوئی حوالہ انہوں نے نہیں دیا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ حضرت مسیحؑ نے کسی جگہ بھی توریت کی حرام کردہ اشیاء کو حلال قرار نہیں دیا۔ ہاں پولوس کے متعلق یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس نے توریت کو منسوخ قرار دیا تھا۔ لیکن مشکل تو یہ ہے کہ اس کو قرآن کریم رسول اور نبی قرار نہیں دیتا اور یہ وہ شخص ہے کہ جس نے حضرت مسیحؑ کی تعلیم کبھی آپ سے نہیں سُنی۔ یہ وہ شخص ہے کہ جس نے کبھی حضرت عیسیٰؑ کو دیکھا تک نہیں ہے۔ اور یہ وہ شخص ہے کہ جو بہت ہی کم حواریوں کی صحبت میں رہا ہے۔ اور یہی وہ شخص ہے جس نے موسوی شریعت کی منسوخی کا اعلان از خود ہی کر دیا۔ لیکن حضرت مسیحؑ نے ایک جگہ بھی توریت کو منسوخ قرار نہیں دیا۔

سوال و جواب

زرقانی صاحب نے بعض سوال لکھ کر اُن کے جواب دیئے ہیں۔ میں مناسب خیال کرتا ہوں کہ ان کے سوال و جواب بھی درج مضمون کر دیئے جائیں۔ معلوم ہوتا ہے کسی احمدی نے یہ سوالات کسی مباحثہ میں زرقانی صاحب پر کیے تھے۔ اُن سوالات کے جواب زرقانی صاحب نے دیئے ہیں:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سوال:۔ "حضرت مسیحؑ کے صاحب شریعت نہ ہونے پر یہ آیت بھی دلیل ہے۔ کہ یعلمہ الکتٰب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل۔ بطور لف و نشر کتاب سے مراد تورات اور حکمت سے مراد انجیل ہے اور اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ مستقل کتاب تورات ہے اور حکمت یعنی انجیل میں شریعت نہیں۔"

جواب:۔ "معلوم نہیں کہ کس میزان سے یہ تفسیر کی گئی ہے۔ اگر اسی طرح بے میزان تفسیر کی جاسکتی ہے تو ہر شخص اپنے مدعا کے لئے کوئی نہ کوئی تفسیر کرلے گا۔"

یہ سوال و جواب میں نے بلاکم وکاست درج کردیا ہے۔ ناظرین خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ زرقانی صاحب کے جواب کو دلائل سے دُور کا بھی تعلق نہیں۔ پس یہ کہکر اپنے دل کو تسلّی دے لی کہ ایسی تفسیر کس میزان سے کی گئی ہے۔ حالانکہ زرقانی صاحب آیت پر تھوڑا سا بھی غور کرلیتے تو میزان اُن کو اسی جگہ نظر آسکتی تھی کہ یہاں پر کتاب سے مراد توریت ہے اور حکمت سے مراد انجیل ہے۔ اگر یہ معنی نہ کئے جائیں تو آیت کا مطلب ہی واضح نہیں ہوسکتا۔ مثلاً پھر معنی اس طرح ہونگے (۱) ہم نے عیسٰی بن مریم کو کتاب سکھائی (۲) حکمت سکھائی (۳) تورات سکھائی (۴) انجیل سکھائی۔ گویا چار باتیں سکھانے کا ذکر فرمایا۔ ہم مان لیتے ہیں حکمت انجیل سے کوئی علیحدہ شئے ہے۔ ہم فرض کرلیتے ہیں تورات کتاب سے علیحدہ چیز ہے اور انجیل حکمت اور الکتٰب سے جُدا شے ہے۔ مگر اب الکتٰب باقی رہ جاتی ہے۔ وہ اگر تورات نہیں ہے تو پھر اسکو کیا قرار دو گے۔ اگر کہو الکتٰب سے مراد انجیل ہے توریت نہیں ہے تو زرقانی صاحب کا سوال سامنے آجائیگا کہ ایسی تفسیر کس میزان سے کی گئی۔ اگر کہیں الکتٰب سے مراد توریت اور انجیل کے علاوہ کوئی اور کتاب ہے۔ حالانکہ بات صاف تھی۔ کہ الکتٰب اور حکمت کی تفسیر توریت اور انجیل ہے اور یہی ترتیب آیت کے الفاظ سے ظاہر ہوتی ہے۔ اس کے لئے کسی بیرونی میزان کی ضرورت نہیں ہے۔ کہ کتاب شریعت توریت آپ کو سکھائی گئی تاکہ اس کا صحیح مفہوم لوگوں کو سکھائیں اور حکمت کے طور پر انجیل سکھائی تاکہ لوگ سچّی ہدایت اور راہنمائی حاصل کریں +

موجودہ اناجیل سے بھی ہمارے معانی کی تائید اور تصدیق ہوتی ہے۔ کہ آپکو تورات کا علم دیا گیا۔ آپنے توریت کو بچپن میں اچھی طرح پڑھا تھا۔ آپ توریت کے مفہوم کو عبادت خانوں میں جاکر سکھایا کرتے تھے۔ اور اسی پر لوگوں کو کاربند ہونیکی تعلیم و تلقین فرماتے رہے اور آپ کوئی نئی شریعت نہ لائے تھے۔ جبھی تو انجیل میں یہ لکھا ہے:۔

"اس لئے کہ شریعت تو موسیٰ کی معرفت دیگئی۔ مگر فضل اور سچّائی یسوع مسیح کی معرفت پہنچی" یوحنا باب ۱ آیت ۱۷۔

کیا یہ آیت قرآن کریم کے اس بیان کی تفسیر نہیں ہے۔ یعلمہ الکتٰب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل۔ کہ شریعت تو موسیٰ کی معرفت حضرت مسیح کو دیگئی لیکن اس شریعت کے علاوہ خدا نے اپنے فضل و کرم سے حکمت و معرفت کی باتیں انجیل کی شکل میں عنایت کیں۔ اگر حضرت مسیح کوئی شریعت لائے ہوتے تو پھر ضرور ہے انجیل میں اس کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نشان بھی موجود ہوتا۔ لیکن کوئی بھی نہیں۔ ایک بھی نہیں ✤

زرقانی صاحب کا دوسرا سوال و جواب

سوال:۔ "اگر حضرت عیسیٰ کو مستقل کتاب ملی تھی تو پھر تورات کا سکھانا فضول تھا"

جواب:۔ "یہ ٹھیک نہیں کیونکہ انجیل کے مستقل ہونیکے ساتھ تورات کا سکھانا اس لئے ضروری تھا کہ تورات کی رُو سے بھی یہودیوں کو ملزم بنا کر ہدایت کریں۔ اگر عیسیٰ کو مستقل کتاب ملنے سے تورات کا سکھانا فضول تھا تو تورات کو بھی مسیح کے لئے مستقل شریعت کہنے سے انجیل کا سکھانا غیر ضروری ہو جاتا ہے"

ہمارا جواب:۔ مجھے زرقانی صاحب کی یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ تورات کے حضرت مسیحؑ کیلئے مستقل شریعت ہونے سے انجیل کا سکھانا غیر ضروری کیونکر ہو سکتا ہے۔ اگر غیر ضروری ہو سکتا ہے تو پھر زبور کا حضرت داؤدؑ کو دیا جانا بھی غیر ضروری قرار دینا پڑیگا۔ دیگر انبیاء بنی اسرائیل کو جو کتابیں دی گئیں وہ بھی غیر ضروری قرار دی جائیں گی کیونکہ اُن کیلئے بھی تورات مستقل شریعت کی کتاب تھی۔ یہ تو غیر ضروری ہونیکی کوئی بات ہی نہیں۔ حضرت موسیٰؑ کے بعد کثرت سے نبی ہوئے۔ کثرت سے اُن کو کتابیں دی گئیں۔ لیکن پھر بھی توریت اُن کیلئے مستقل شریعت کی کتاب تھی۔ اُن انبیاءؑ کی کتابیں یہود کے لئے موجب ہدایت تھیں۔ جن جن بداعمالیوں میں یہود مبتلا ہوتے گئے۔ جو جو عیوب یہود میں پیدا ہوتے گئے اُن کے مطابق خدا تعالیٰ نبی مبعوث کرتا رہا اور اُن انبیاءؑ کو یہود کے عیوب دُور کرنیکے لئے۔ یہود کی بداعمالیوں کے دُور کرنے کے لئے خدا نے کتابیں بھی دیں۔ لیکن باوجود اِن باتوں کے توریت ہی مستقل شریعت کی کتاب رہی۔ اور اُن کی کتابیں شریعت کی کتابیں نہ تھیں ✤

ایسا ہی حضرت مسیحؑ کے زمانہ میں ہُوا۔ جن باتوں کے سکھانے اور جن عیوب کے دُور کرنے کی خدا نے ضرورت دیکھی اُن کے مطابق خدا تعالیٰ نے حضرت مسیحؑ کو توریت سکھانے کے ساتھ انجیل بھی سکھائی۔ انجیل توریت کی فرع تھی۔ اس سے علیحدہ کوئی شریعت کی کتاب نہ تھی۔ اس لئے اس کا سکھانا غیر ضروری ہرگز ہرگز نہ تھا ✤

ہاں غیر ضروری اس وقت ہوگا کہ جب انجیل کو ایک مستقل شریعت قرار دیا جائے۔ کسی نبی کو نئی شریعت دیکر پُرانی شریعت خدا نے نہیں سکھائی۔ اگر کوئی بات پُرانی شریعت کی سکھائی ہے تو وہ اس نئی شریعت کا جزو ہی قرار پائی ہے۔ یا اس کو منسوخ کر کے نئی تعلیم اس کی بجائے دی ہے۔ اور پُرانی شریعت کی کُل کی کُل کتاب آج تک کسی نئی شریعت لانیوالے نبی کو خدا نے کبھی نہیں سکھائی۔ کیونکہ ضرورت نہ تھی۔ ہاں پُرانی کتاب کی پیشگوئیاں جو نئے ظہور کے متعلق تھیں ان کا علم دیا گیا تھا تا کہ پہلی شریعت کے ماننے والوں کو ملزم قرار دیکر موجب ہدایت ہو نئی شریعت کی موجودگی میں پُرانی شریعت کی کتاب کو سکھانا فضول ہے۔ کیونکہ ایک ہی وقت میں دو شریعتیں نہیں ہوسکتیں۔ دو تلواریں ایک نیام میں نہیں سما سکتیں۔ دو خود مختار صاحب اقتدار بادشاہ ایک وقت میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک ہی ملک پر حکمرانی نہیں کر سکتے کیونکہ لکھا ہے "کوئی آدمی دو مالکوں کی خدمت نہیں کر سکتا کیونکہ یا تو ایک سے عداوت رکھیگا اور دوسرے سے محبت یا ایک سے ملا رہیگا اور دوسرے کو ناچیز جانیگا" متی باب ۶ آیت ۲۴- ہاں ایک حاکم اور دوسرا اس کا تابع ہو سکتا ہے۔ اسی طرح ایک صاحب شریعت نبی کو دو شریعت کی کتابوں کے سکھانے کی ضرورت کوئی بھی نہیں ہے۔ کیونکہ جب نئی شریعت کے آنے پر پرانی منسوخ ہو گئی اور اس پر چلنا غیر ضروری ہو گیا تو پھر اس کا سکھانا بھی غیر ضروری ہو جاتا ہے۔ ہاں اگر پہلی شریعت نے قائم رہنا ہو تو اس کی تائید کے لئے۔ اس پرانی شریعت کے صحیح مفہوم کو سکھلانے کے لئے ایک نئی کتاب دی جاسکتی ہے۔ اور یہی مقصد خدا تعالیٰ کا حضرت مسیحؑ کو توریت سکھا کر انجیل دینے کا تھا۔ اور اسی پر حضرت مسیحؑ تمام عمر کار بند رہے اور ... ... حضرت مسیحؑ تمام عمر ... ... لوگوں کو اسی پر چلنے کی تعلیم دیتے رہے۔ جیسا کہ واقعات سے ثابت ہے + (باقی آیندہ)

خالصہ جی کو دعوت اِسلام

ہم نے کئی مرتبہ یہ امر واضح طور پر پایۂ ثبوت کو پہنچا دیا ہے کہ گورو نانک دیو جی اعلیٰ درجہ کے یعنی اُتم پدوی کے مسلمان تھے مگر اکثر سکھ صاحبان یہ کہکر ٹال دیا کرتے ہیں کہ ہم تو گورو گوبند سنگھ جی کے سنگھ اور مرید ہیں۔ اب ہم چند حوالہ جات کو اخبار میں درج کر کے چاہتے ہیں۔ کہ ان کا جواب حوالہ جات گرنتھ صاحب سے دیا جائے اور گورو گوبند سنگھ جی نے جو پیشین گوئی کی ہے کہ مرزا مہدی ہوگا۔ جو دجال کو ہلاک کریگا۔ اور وہ مغل قوم سے ہوگا۔ اور اپنا شجرہ نسب اورنگ زیب کے خاندان سے ملائیگا۔ اور مرزا بیگ ہوت نام کر کے مشہور ہوگا۔ چند سوالات اسی کی بنا پر خالصہ قوم کے غور و تدبر کے لئے ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔ امید ہے۔ کہ ناظرین ریویو ان سوالات کو سکھوں اور سنگھ اکالی صاحبان کی خدمت میں پیش کرینگے اور سکھ قوم کو اسلام ہاں سچے اسلام کی طرف بلائینگے۔ انشاء اللہ

۱ جگ ایس ریت چلائے — سَر اُتر پتر پھرائے
نہیں کال پُرکھ جپنت — نہیں دیو جاپ بھننت
تب کال دیو رسائے — اِک اور پُرکھ بنائے
رچے اُنس مہدی میر — رشوونت ہاٹھ ہمبیر
تہ تُون کو بدھ کین — پُن آپ موکیلین
جگ جیت آپ نہ کین — سب انت اکال ادھین
اہ بھانت تُورن سُدھار — بھئے چوبیس[۲۴] اوتار

(گرنتھ اکال استت ۱۷۶۵ / ۸۷ صفحہ ۳۲)
(گورو گوبند سنگھ جی کا کلام)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نوٹ:۔ مہدی میرے مراد مہدی مرزا ہی ہے۔ دلیل یہ ہے کہ گورو نانک نے بھی جنم ساکھی بھائی بالا کے صفحہ ۔۔۴۹ پر۔۔۔۔ ساکھی میر بابر میں بابر بادشاہ کو بار بار میر بابر کہا ہے۔ جب میر بابر سے آپکے گورو صاحبان مرزا بابر مراد لیا کرتے ہیں۔ تو مہدی میرے بھی مہدی مرزا مراد لینا انصاف کا تقاضا ہے۔ ۵۰۷ ٹانک ۸۸۵ شبد تک ختم ہوگیا اسکے بعد الحاقی شبد لگائے گئے۔ تاکہ متضاد مضمون ہونے سے پیشگوئی مشتبہ ہو جائے۔ جب بچیتر ناٹک ختم ہو چکا۔ پھر ۱۰۲ شروع کرنے سے یہ بات عیاں ہو گئی

ترجمہ مع تشریح ۔ گورو گوبند سنگھ جی دسم گرنتھ میں فرماتے ہیں :۔

"کہ جب دنیا میں لوگ خدا کو چھوڑ دینگے ۔ اور ہر ایک اپنی اپنی بڑائی کا خواہاں ہوگا ۔ اور دوسروں کو نظر تحقیر دیکھیگا لوگ خدا کی عبادت کو ترک کر دینگے ۔ اور دہریہ مزاج ہو جائینگے ۔ تب خدا کی صفت قہاریت جوش میں آئیگی اور ایک شخص کو اصلاح خلق کے لئے برپا کریگا ۔ وہ مرزا احمدی ہوگا ۔ جو مستقل مزاج اور بدرجہ غایت خلیق ہوگا ۔ وہ دجّال کو بدھ یعنی قتل کریگا ۔ آخر کار لوگ عاجز آجائینگے ۔ وہ آہستہ آہستہ دنیا پر فتح پالیگا ۔ اور چوبیسواں ۲۴ اوتار کرشن ثانی یعنی شری نہہ کلنک اوتار ہوگا جس کی قومیں راہ دیکھ رہی ہونگی"۔

۲ ہاس کرنت جو اودھم اٹھے ہے — نو ندھ نِسنگے بار نہ بالمن پائے
مرزا بیگ ہوت تہہ نام — جو ڈھائے بجے ملھہ کے دھام
تب سن سُکھ گور آپ بچائے — تِنگے بار نہ بانکن پائے
اُت اورنگ جی اُدھیکہ رسائیو — چار اَدھین اور پٹھائیو
مُوتردارتن سیس منڈائے — پاہر و جان گریتھ مے آئے

ترجمہ:۔ ایسی کرنی ہوگی ۔ کہ اُس آنے والے گورو کے زمانہ میں فتنہ و فساد برپا ہوگا ۔ اور قوموں میں جنگ عظیم ہوگی ۔ تب نئی بات دنیا میں جاری ہوگی ۔ گھر گھر میں قومیں اُس کا ذکر خیر کرینگی ۔ اُس کو مرزا بیگ کرکے پکارینگے (لفظ مرزا اور بیگ نے قومیت کا پتہ دے دیا) وہ گورو سب کا مکھ یعنی قبلۂ توجہ خواص و عوام ہوگا وہ گورو بنکے لوگوں کو دکھوں اور مصائب سے بچائیگا ۔ روحانی خوبیوں میں کوئی شخص اُس کا مقابلہ نہ کر سکیگا وہ اپنا شجرۂ نسب اورنگ زیب بادشاہ کی قوم سے ملائیگا ۔ یعنی وہ مغلیہ خاندان سے ہونے کے باعث مرزا ہوکر مشہور ہوگا ۔ غرباء کو جمع کریگا ۔ دکھیوں کو شانتی اور تسلی دیگا ۔ جو بے مکھ اور نافرمان ہونگے ۔ اُن پر عذاب الٰہی مسلّط کر دیا جائیگا ۔ وہ گورو خدائے واحد پر ایمان لانے کی تاکید کریگا ۔ اس کی تقریر جادو بیان ہوگی ۔ وہ لوگوں کے سروں سے بال منڈوائیگا ۔ اور اپنے مذہب میں داخل کرے گا ۔ اس کے چیلوں کے ماتھوں پر اثر السجود یعنی سجدے کے نشان ہونگے ۔ یعنی مرزا احمدی کے مرید پکّے مسلمان نماز گذار ہونگے ۔

جو کچھ گورو گوبند سنگھ جی نے آنیوالے مرزا احمدی کے گورو ہونے کے متعلق فرمایا وہ بہت تفصیل کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے ساتھ گورو نانک جی نے سالہا سال پیشتر ہی بتا دیا تھا۔ اور وہ یہ ہے:۔

(صفحہ ۲۵۱) "مرد، نیا! ایک گورو ہوگا جٹیٹا ہوسی دھرتی پنجاب۔ پرگنہ بٹالہ میں ہوگا بھگت کیرے بڑا ہوگا۔ (جنم ساکھی بھائی بالا)

۳ چکنا چور کرے گورو پورا انکا لیکھ نہ مٹیا جائی ۔ مسلمان صفت شریعت سچے کی وڈیائی

۴ ایہہ وڈتارا وَرت جاویگا کہ سنسار کے بکھتے کون کون گورو کہاون گے جوگی۔ سنیاسی۔ جنگم۔ برہمچاری۔ برہمن کلجگ کے بکھے گورو کہاون گے۔ تہناں کے باب ایہہ ہووے گی چکنا چور کرے گورو پورا انکا لیکھ مٹیا نہ جائی اور اک بندہ صاحب دا اُٹھیگا۔ تِشدا نام رِیسَدْ (خدا رسیدہ رشی) ہوگا۔ سو گورو کے نام سے اٹھیگا۔ پر جامہ اُسکا مسلمان کا ہوگا۔ خدا صاحب اُس نوں بندگی دی توفیق، بخشیں گے۔ وہ اکال پرکھ نوں جانیگا دوسرے کو نہ جانے گا۔ جہاں جہاں جھوٹ ہووے گا۔ سو اس کے حوالے کریگا۔ سو پار برہم کے حکم کے ساتھ چکنا چور کریگا۔ جتنیاں جھوٹیاں ٹھوراں ہن۔ تیرتھ۔ مڑیاں۔ دیہورے۔ پیراں دے ٹھکانے راگ رنگ کی کٹیاں ٹھوراں ہن جہاں جہاں جھوٹ ہو ویگا۔ سو سزا پاوَن گے اُس وقت دُھندُ دکار وَرت جائے گا۔ پڑھن گے پرکما وَن گے نہیں"۔

ترجمہ:۔ کامل گورو دُشٹوں کا ناش کریگا۔ کیونکہ نوشتۂ تقدیر ٹل نہیں سکتا۔ وہ گورو مسلمان ہوگا راست باز ہوگا راستی ہی کی بڑائی ہوا کرتی ہے زمانہ کی اُس وقت یہ حالت ہوگی۔ کہ ہر قسم کے لوگ گورو کہلائینگے۔ یعنی جوگی۔ سنیاسی۔ جنگم۔ برہمچاری۔ برہمن وغیرہ یہ سب کل جگ کے گورو کہلائینگے۔ ان کے ساتھ ایسا سلوک ہوگا کہ سچا اور کامل گورو ان کو ملیامیٹ کرکے ان کی رونق کو مات کردیگا۔ یہ نوشتہ تقدیر کا ٹل نہیں سکتا۔ اُس وقت ایک بندہ خدا کا مبعوث ہوگا جسے خدا صاحب بندگی کی توفیق بخشیں گے۔ وہ خدا پر توکل کریگا۔ جہاں جہاں جھوٹ ہوگا۔ ان کے مُنہ پر ماریگا۔ سو خدا تعالیٰ کے حکم سے مخالفوں کو پیس ڈالیگا۔ جتنے جھوٹے اڈّے ہونگے۔ یعنی تیرتھ۔ مڑیاں۔ دیہورے۔ پیروں کے مقام راگ رنگ رلیوں کے تکئے اور جہاں جہاں جھوٹ ہوگا۔ وہاں جھوٹوں کی گت ہوگی۔ اور کاذبوں کو سزا دی جاویگی۔ اُس وقت ظلم و فساد سے آسمان دُھوآں دھار ہو جائیگا۔ اُس زمانہ میں تحصیل علوم کا زور ہوگا۔ مگر علم پڑھ پڑھ کر عمل کرنے والے بھاگوان قدرے قلیل ہونگے (جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۵۲۷، ۵۴۴۔ ایحیتے زندھا دے دی ساکھی مطبوعہ سنہ ۱۹۰۶ء)

۵۔ جو نہ کوئی ہندو نہ مسلمان رہیگا۔ نہ دھرم سالہ نہ مسیت نہ بانگ نہ نماز..... وہاں دھراں دا ناش ہو جاویگا تاں اُس سمے اک بھگت پیدا ہو جاویگا۔ سو نیل بستر پہرے گا۔ اَنتر وشید پوتھیاں اوچاریگا۔ تاں اُسدے واسطے پرمیشور آپ اُتاری ہوئے کرسہا تا کریگا...... سچے پادشاہ! وہ کون بھگت ہوگا۔ بچہ اَجیتیا سُن! اسو نہہ کلنک ہوئے کرسہا تا جہاں بلی اوتار ۔ سُنت رچھیا جگ جگ دُشٹاں کرے شنگار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نوال دھرم چلاوسی جگت ہوم ہوے وار ؛ نانک کل جگ تارسی کیرتن نام اَدھار ۔ (۵۰)

..... اُس سمے اک بھگت پرمیشور کی پوجا کریگا ۔ اُسدے گھر اک استری بہت چندری ہووے گی ۔ اوہ نار جائے لوکاں اَگے چغلی کرے گی ۔ تَت کر کے دِیت دُکھ دیوَن گے ۔

ترجمہ :۔ جس زمانہ میں گورو آویگا تو ہندو مسلمان آپسمیں دشمنی کر کے مرمٹینگے ۔ اور فسادِ عظیم سے آسمان دھُواں دھار ہو جائیگا ۔ ہندو مسلمان وغیرہ سب اپنے اپنے دین دھرم کو بکلی جواب دیکر دہریہ مزاج ہو جائینگے ایسے زمانہ میں وہ گورو پیدا ہوگا ۔ جو مسلمان کی شکل اور حلیہ میں آویگا ۔ اُس کی تائید میں خدا گویا آسمان سے زمین پر نازل ہو کر مخالفوں کا ناش کریگا ۔ اور اس گورو کی نصرت فرمائیگا ۔ وہ گورو غیب کی باتیں یعنی پیشگوئیوں والی کتابیں شائع کریگا ۔ وہ مذہب کی تجدید .... کریگا ۔ اُس کی دبڑی ، بیوی حق کی مخالف اور گورو کی غیبت گو ہوگی ۔ جس سے دُشٹ لوگ اُس گورو کو دُکھ دینگے “ چنانچہ حضرت مسیح موعود کی پہلی بیوی مخالف تھی

۶ بلیہ چھلَن سَبَل مَلن بھگت پھلَن کا ہن گورو نہہ کلنک بجی ڈنک چڑھے دَل رَوَند جیُو (شری گرنتھ آد سویئے محلہ ۴ صفحہ ا) ترجمہ :۔ گرنتھ صاحب جی آد میں گورو نانک دیوجی فرماتے ہیں ۔ کہ جسطرح راجہ کرشن جی نے بادن روپ ہو کر راجہ بل کو چھلن کیا تھا ۔ اور پاپیوں اور ظالموں کا نشٹ کیا تھا ۔ اور بھگتوں کو ترقی دی تھی ۔ اسی طرح جب کرشن جی دوبارہ نہہ کلنک ہو کر تشریف لاوینگے تو اُس زمانہ میں جنگ کا بگل بجایا جائیگا ۔ اور جنگ عظیم کا گھمسان مچیگا ۔ اور دُشٹوں کا ناش ہوگا ۔ تب بھگتوں کی تازگی کے ایام قریب آجاوینگے اُس وقت رَوْ (سورج) اور آنند (چاند) اُس کے ساتھ ہونگے یعنی دونو اپنے نرالے گرہن کے ساتھ گورو کی گواہی دینگے ۔

۷ جے کو ناؤں لئے بدنامی کَل کے لچھن ایہی ؛ کَل کلوالی شَرَع نبیڑی قاضی کرشنا ہُوا

(شری آد گرنتھ صفحہ ۸۳۶)

ترجمہ :۔ گورو گرنتھ صاحب جی آد میں گورو نانک دیوجی فرماتے ہیں ۔ کہ کلجگ یعنی زمانہ ظلم و فساد کی علامت یہ ہوگی ۔ کہ جو کوئی خدا کا نام لیگا ۔ تو لوگ اُس پر اعتراض کر کر کے اُس کو بدنام کرینگے اور کلوالی یعنی مذہبی مباحثات میں کرشن جی بطور قاضی اور جج کے فیصلہ فرمائینگے یعنی بطور حَکَم اور عَدَل کے ہونگے اور شرع محمدی کے مطابق امور متنازعہ فیہ میں فیصلے کرینگے ۔

۸ کائیاں پکڑ ٹک ٹک ہوسی ہندوستان شمال سے بولا + آون اٹھترے جاون ستانوے ہور بھی اُٹھسی مرد کا چیلا ۔
سچ کی بانی نانک آکھے سچ سنائیسی سچ کی بیلا ؎ (شری گرنتھ تلنگ محلہ ا صفحہ ۱۱۳۷)

ترجمہ :۔ جب وہ گرو شمالی ہندوستان یعنی پنجاب کے پرگنہ بٹالہ میں ظہور کریگا ۔ تو ناپاک لوگ عذاب الٰہی سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کاٹے جاوینگے۔ اس گورو کی آمد کا زمانہ سمت ۱۸۹۷ سے سمت ۱۹۷۸ کے درمیان ہوگا۔ نانک سچی الہامی پیشگوئی کرتا ہے۔ اور فی الواقعہ سچی بات قبل از وقت کہدیتا ہے۔ اور سچ بات سُنا دینے کا یہی وقت ہے....

اے خالصہ جی! گورو نانک دیو اور گورو گوبند سنگھ کے بچن پر ٹھنڈے دل سے غور کرو۔ اور مرزا مہدی ئ شری نہہ کلنک اوتار کو تسلیم کر کے سچے چیلے بن جاؤ۔ تاکہ دُکھوں اور عذابوں سے نجات پاؤ۔ جب گورو صاحبان نے اس مرزا مہدی کی جائے پیدائش۔ ملک اور تحصیل اور قوم مغل۔ پیشہ زمیندارہ اور اس کی بیوی کا حال اور زمانہ کی حالت زار کا کھُلم کھُلا پتہ بتلا دیا تو میں خیال نہیں کر سکتا۔ کہ کوئی سچا سیوک گورو کا حضرت مرزا صاحب مسیح موعودؑ کا انکار کر سکے۔

میرے پیارے سجنو اور مترو! اگر اس گورو کو اب بھی نہیں مانتے تو کوئی اور گورو ہی پرگنہ بٹالہ میں بتلاؤ۔ ورنہ گورو نانکؒ۔ گورو گوبند سنگھ جی اور گرنتھ صاحب سے انکاری اور بے مکھ بنجاؤ گے۔

جگت کا عیسےٰؑ (مسیح الخلق)

9 پُن راچھس کا کاٹا سِیشا ✤ سِری آشکیت جگت کے عیسےٰؑ (دسم گرنتھ گورو گوبند سنگھ جی کا)
پہُوپن بھرِشٹ گگن تے بھئی ✤ سبھہن آن وَدھائی دِی (رتن نیم دسویں چوبی)

خالصہ قوم کو گورو گوبند سنگھ جی اُپدیش دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ ایک بڑا بہادر سردار گورو ہو کر مبعوث ہوگا۔ وہ ایک دشمنِ دین لیکھرام کو (دُھاسے) ہلاک کریگا۔ وہ گورو دعویٰ کریگا کہ میں کُل جہان کیلئے عیسٰیؑ ہو کر آیا ہوں۔ پھر اُس پر انوار و برکات کا نزول ہوگا۔ اور لوگ آآ کر اُسے مبارک باد دینگے۔

یاد رہے کہ عیسٰیؑ سے پرمیشور ہرگز مراد نہیں لیجا سکتی۔ کیونکہ کوئی شخص پرمیشور کو مبارکباد دیں نہیں دیا کرتا۔ اس میں ذرہ شک نہیں کہ گورو نانکؒ دیو جی سچے مسلمان تھے۔ تب ہی تو آپنے مسلمان ہو کر مکے کا حج کیا۔ کوزہ سے وضو کیا۔ نماز پڑھی۔ حاجیوں کے نیلے کپڑے پہن کر بانگ دی پر سنکھ نہ بجایا۔

10 بابا پھر مکے گیا نیلے بستر دھارے بن والی ✤ عصا ہتھ کتیب کچھ کوزہ بانگ مصلے دھاری
بیٹھا جائے مسیت وچ جتھے حاجی حج گزاری۔ (واراں بھائی گورو داس صفحہ ۱۱-۱۲)

گورو نانکؒ صاحب نے اسلامی شریعت کو تسلیم کر لیا اور وید پرانوں وغیرہ کو منسوخ کر کے قرآن کو نجات دینے والی کتاب مان کر ایمان لے آئے۔ اسلامی شریعت کو کافی سمجھ کر گرنتھ صاحب میں کسی دوسری شریعت کی تلقین اور تعلیم نہیں فرمائی۔

11- کَل پَردان کتیب قرآن ✤ پوتھی پنڈت رہے پوران (شری گرنتھ صفحہ ۸۳۶)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلمان صفت شریعت پڑھ پڑھ کرینہ وچار (ملتا۴۳) شرع شریعت کرینہ وچار۔بن بوجھے کیسے پاوینہ پار
پنڈت مَیل نہ چُوکئے بھے وید پڑھیں جگ چار۔(ص۹۷ محلہ ۱)

ترجمہ:۔ اس زمانہ میں نجات کے لئے ایمان لانے کے قابل ایک ہی کتاب قرآن شریف ہے۔پنڈتوں کی پوتھیاں اور وید۔پوران وغیرہ رہ چکے ہیں۔مسلمان اپنی کامل شریعت کی بجاطور سے تعریف کرتے ہیں۔اور اس پر غور و فکر کرکے راہ ہدایت پاتے ہیں۔درحقیقت شریعت پر غور کرنا فرض ہے۔کیونکہ جب تک شریعت محمدی کا پورا علم نہ ہو انسان ہرگز نجات کی راہ نہیں پا سکتا۔اے پنڈت! اگر تُو چاروں زمانوں میں دن رات بھی وید پڑھتا رہے تب بھی تیرے دل کی مَیل دُور نہیں ہو سکتی۔اے ہندو پنڈت! تو وید کے پیچھے پڑکر کیوں عمر عزیز برباد کر رہا ہے؟

گورونانک دیو جی بوقت ملاقات ہمیشہ مسلمانوں سے السّلام علیکم ہی کہا کرتے تھے مگر صاحب سلام یا ست سری اکال یا واہگورو جی کی فتح کبھی نہیں بلائی اور نہ لالہ جی بندگی کہا:۔

۱۲ "بابے جی دی اَتے قاضی رُکن دین اد لیاء دی سلاماں علیکی ہوئی"(جنم ساکھی ص۱۳۷۔مکے دی ساکھی)
"بابے نانک نے ولی قندھاری کو السلام علیکم کہا اور ولی قندھاری نے بابا نانک کو وعلیکم سلام کہا"(ص۲۷۶ ساکھی ولی قندھاری)
"بابر سے خاں سے السلام علیکم کہا (ص۵۹۲ ساکھی مالو ترکھان)
"مِلدے مسلمان دوئے مِل مِل کرن سلاماں علیکی ✽ جوگی کرن ادیس مل آدُ پرکھ آدیس دسیخی"
(داراں بھائی گورداس ص۱۹۳۔ص۲۳۱) یعنی مسلمانوں کی نشانی یہ ہے کہ جب بھی وہ ملا کرتے ہیں۔تو السلام علیکم ہی کہا کرتے ہیں۔

اب بتاؤ! کہ جب یہ نشانی باباگورونانک صاحب میں پائی جاتی ہے تو اسے مسلمان کیوں نہ کہیں۔چونکہ گورونانک صاحب پکے اور سچے مسلمان تھے۔اس لئے وہ بانگ دیا کرتے تھے مگر سنکھ نہیں بجایا کرتے تھے۔

۱۳ "کان اُنگلیاں پائے تب نانک دِتی بانگ ✽ جِتنی اُمت جمع سی سُن ہوئی سنکر چانگ"
یعنی گورونانک جی بوقت نماز کانوں میں اُنگلیاں ڈال کر بانگ دیا کرتے تھے جتنے لوگ جمع ہوتے بانگ سُن کر خاموش ہوجاتے تھے۔ دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۲۰۳
یہ گورونانک کے مسلمان ہونے کا زبردست ثبوت ہے۔کیونکہ کوئی ہندو۔سکھ بانگ نہیں دیتا۔ہاں بانگ دینے والا پکا نمازی ہوتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گورو نانک صاحبؒ نے گرنتھ صاحب میں مسجد میں نماز پڑھنے کا حکم دیا اور تیس روزے رکھنے کا حکم دیا۔ مگر جپ جی صاحب کو نماز کی جگہ بطور بندگی کے پڑھنے کا حکم کہیں نہیں دیا۔ کیونکہ جپ جی صاحب کتھا اور وعظ ہے نہ کہ بندگی یا نماز۔ چنانچہ اس میں سامعین بندگان خدا ہیں اور خدا مخاطب نہیں ہے:۔

۱۴ "خصم کی ندر دِ کیتہ پسندی جنہیں کراک دِھیایا ÷ تیہہ کر رکھے پنج کرساتھی ناؤں شیطان مت کٹ جائی"

(گرنتھ صاحب صفحہ ۲۱-۲۲۔ سری راگ محلہ ۱ گھر ۳)

فریدا بے نماجا کُتیا ایہہ نہ بھلی رِیت ÷ کبھی چل نہ آیا پنجے وقت مسیئت

ترجمہ:۔ مالک کا پیارا وہ ہے جو خدا کو واحد کر کے پُوجے۔ تیس روزے رکھے اور پانچوں نمازیں باجماعت ادا کرے تاکہ شیطان سے رہائی ہو۔ اے فرید یا اے مخاطب! تو جو پانچوں وقت نماز کیلئے مسجد میں چلکر نہیں آتا یہ بڑی بُری عادت ہے۔

گورو نانک صاحبؒ نے مسلمانوں سے مل ورتن کرنے سے نہیں روکا۔ مگر ہندوؤں سے روکا ہے چنانچہ فرماتے ہیں:۔

۱۵ "نال کراڑاں دوستی کُوڑے کُوڑی پائے ÷ مرن نہ جاپے مُولیا آوے کِتھے جائے" (شری گرنتھ صاحب صفحہ ۲۳)

(یعنی، کراڑوں (ہندوؤں) سے مل ورتن کرنا سراسر نقصان اور خسارہ ہے اے مُولیا! تو ان کے ساتھ مل ورتن کرکے کیوں ہلاک ہوا مگر موت کا کسی کو علم نہیں ÷

گورو گوبند سنگھ جی نے اور گورو ارجن دیو نے اگر ہندوؤں سے مل ورتن کیا تو نقصان اٹھایا اور دُکھ بھی پایا۔ گنگو برہمن کی کارستانی بھول نہیں سکتی ÷

نوٹ:۔ سکھ قوم کے سنجیدہ لوگ اسلام سے اُنس رکھتے ہیں۔ اگر کوئی صاحب ہمت عالی مرتبت اس مضمون کو گورمکھی میں چھاپ کر شائع کرے تو گورمکھی دان سکھوں کو بہت تبلیغ ہو سکتی ہے ÷

(سکھوں کا پُرانا سیوک) عبدالرحمٰن (سابق مہر سنگھ) بی۔ اے قادیان پنجاب

کون کس قدر معاملہ زمین ادا کرتا ہے

پنجاب میں مختلف اقوام حسب ذیل رقوم مالگذاری ادا کرتی ہیں:۔

نام قوم یا مذہب	رقم مالگذاری	حصہ فیصدی
مسلمان	۲۲۱۴۱۶۴ روپیہ	۴۹٫۸۸۲
سکھ	۱۱۶۵۹۲۰۸ "	۲۶٫۲۶۷
ہندو	۱۰۳۰۱۰۴۲	۲۳٫۲۰۷
دیگر	۲۸۵۶۶۳	۰٫۶۴۴
میزان کل	۴۴۳۸۶۹۷۷ روپیہ	۱۰۰

مندرجہ بالا اعداد سے ظاہر ہے۔ کہ مسلمان قریب پچاس فیصدی۔ سکھ سوا چھبیس فیصدی اور ہندو قریب سوا تیئس فیصدی مالگذاری ادا کرتے ہیں ÷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فصل الخطاب فی مسئلۃ الحجاب

(یا)

اسلامی پردہ

اشاعت ماضیہ میں پردہ کی ضرورت اور اس کی علّت غائی اور افادی پہلو بیان کرنے کے بعد پردہ پر پہلے سوال کا جواب دیتے ہوئے ہم نے بتلایا تھا کہ عورت کی ذاتی ہیئت جسمانی بناوٹ اور ذہنی قابلیت کے پیش نظر نظام عمرانیت میں اس کو جو حیثیت اور پوزیشن حاصل ہے اگر اسے ملحوظ رکھا جائے۔ اور واقعات وحالات سے بے نیاز ہونیکی کوشش نہ کی جائے تو معلوم ہوگا کہ پردہ تمدن کے راستہ میں کوئی روک پیدا نہیں کرتا۔ بلکہ اس کی ترقی میں بہترین مددگار ہے، آج ہم اُسی سوال کو ایک اور پہلو سے حل کرنیکی کوشش کرتے ہیں۔

ہمیں ان ممالک کی تمدّنی حالت پر نگاہ کرنا چاہیئے جن میں پردہ رائج نہیں، اور دیکھنا چاہیئے کہ ان کی ہیئت اجتماعی نے پردہ کے نہ ہونے سے کیا ترقی کی یا بے پردگی نے کیا اثر کیا۔ پھر اگر ہم دیکھیں کہ ان میں بے پردگی نے کوئی نقص نہیں پیدا کیا بلکہ اس کی بدولت وہ اس کی اخلاقی اور تمدّنی معیاروں پر پہنچ گئے ہیں تو ہمیں تسلیم کرنا پڑیگا کہ پردہ بے ضرورت ہی نہیں بلکہ سخت مضرت رساں ہے۔ لیکن اگر ان ممالک کی تمدّنی زندگی سے بے پردگی کے محاسن بتلانے کی بجائے اس کے ہولناک نتائج وعواقب ہمارے سامنے رکھے، تو اس صورت میں پردہ کے برکات اور اس کی خوبیوں کا ہر شخص کو اعتراف کرنا پڑیگا۔ کیونکہ اس حالت میں اس کا انکار فرزانگی انصاف اور تقویٰ کے قابل صد ستائش جذبات و احساسات کے ماتحت کوئی نقطہ نگاہ بھی نہیں کرسکتا۔

ازبسکہ اسوقت ہمارے سامنے یورپ اور امریکہ ہیں کی وہ نمایاں اقوام ہیں جن میں نہ صرف یہ کہ پردہ ہی رائج نہیں بلکہ اس کے خلاف ان کے خیالات میں ایک نفرت پائی جاتی ہے۔ اس لئے مندرجہ فوق اصل کو مدِ نظر رکھ کر ہم مغربی اور نئی دنیا، کے لوگوں ہی کی روحانی اور خانگی اور اخلاقی زندگی کو زیر بحث لاتے ہیں۔ اور دیکھتے ہیں کہ ان کی زندگی کے اس پہلو پر بے حجابی نے کیا اثر کیا اور انہوں نے اپنی عورتوں کو پردہ سے باہر نکال کر کیا لیا۔ ہم نے تمدّنی زندگی میں سے صرف اس کے روحانی اور اخلاقی پہلو کو لیا ہے۔ اس لئے کہ پردہ یا بے پردگی کا اثر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زندگی کے انہیں حصّوں پر زیادہ نمایاں ہوتا ہے ؛

اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مغربی تمدّن کے بعض پہلو بے حد درخشاں ہیں۔ اور وہاں کی سوسائٹی کیریکٹر کے بعض بیحد قابل تعریف حصّے رکھتی ہے۔ لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ روحانی لحاظ سے بھی بڑھے ہوئے ہیں۔ اخلاقیات میں ان کا معیار بھی بہت بلند ہے، اور ان کی خانگی زندگی بھی قابل رشک نمونہ رکھتی ہے۔ اس اجمال کی تفصیل کے لئے بے پردگی کی مضرات کے عنوان سے مغربی تمدّن کے پانچ نقائص بیان ہونگے جن میں ان لوگوں کو محض "پردہ دری" نے مبتلا کر دیا۔ اور جس سے نجات پانے کا کوئی ذریعہ بجز "پردہ داری" کے نہیں ؛

بے پردگی کی پہلی مضرت

پردہ کے نہ ہونے کا سب سے بڑا یہ نقصان ہے کہ اس سے گناہگاری کی ترغیب ہوا و ہوس کی تشویق اور زناکاری کی تکثیر ہوتی ہے، کیونکہ یہ ایک کھلی حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جب بھی اور جہاں بھی اس بدی کے ارتکاب کے رستہ میں کم روکیں ہونگی اور شہوانی قویٰ کو بھڑکانے والے سامان میسّر اور مہیّا ہونگے تب ہی اور اتنی ہی کثرت سے اس کا ارتکاب بھی ہوگا۔ اور کون نہیں جانتا کہ مردوں کا عورتوں کی زیب و زینت ان کے حُسن و جمال کی طرف دیکھنا جبکہ محض میل و ملاپ ہی نہیں بلکہ تخلیہ میں اختلاط کے کُھلے مواقع بھی حاصل ہوں یقیناً فتنہ کا باعث ہے، اور ان حالات میں کثیر اشخاص کے پائے ثبات کو لغزش آجانا کچھ بعید اور غیر طبعی نہیں ؛

اس موقعہ پر مجھے ایک واقعہ یاد آیا حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ سے ایک دفعہ کسی ہندو نے دریافت کیا، "مولوی صاحب! آپ لوگ غیر عورتوں سے بچے کیونکر رہتے ہیں، کیونکہ یہ چیز تو ایسی ہے کہ دنیا میں ہر شخص اپنی زندگی کے کسی نہ کسی لمحہ میں کسی نہ کسی حد تک ضرور اس کا مرتکب ہو ہی جاتا ہے"۔ حضورؓ نے جواب دیا "پنڈت جی تم سچ کہتے ہو لیکن بات یہ ہے کہ ہمارے رشی نے ایک ایسا گر بتا دیا ہے جس کے ذریعہ ہم محفوظ رہ سکتے ہیں۔ وہ ذریعہ کیا ہے یہی کہ اس نے ہمیں حکم دیا کہ غیر عورتوں پر نظر بھی مت ڈالو کہ یہی بدی کا بیج ہے۔

پنڈت جی! جس شخص نے کسی غیر عورت پر نظر بھی نہیں ڈالی اس کو دیکھا ہی نہیں اس سے ملا ہی نہیں اس سے بدی کے ارتکاب کا خیال ہی اسے کیونکر آسکتا ہے"

غرض یہ بالکل سچ ہے ؎ دل کبھی ملتا نہیں جبتک نظر ملتی نہیں حدیث شریف میں آتا ہے:- اَلنَّظْرُ سَہْمٌ مِّنْ سِہَامِ اِبْلِیْس، یعنی جب بھی مرد و عورت کو ایک دوسرے کی طرف دیکھنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور "نظر بازی" کے مواقع حاصل ہونگے، ضرور ہے کہ شیطان ہر دو کے دلوں میں اپنے بدی کے تیر پیوست کر دے، اور اس طرح نفسانی جذبات جوش میں آئیں اور زنا کاری کی کثرت ہو۔

کسی عرب نے کیا خوب کہا ہے، "انسانی پاکیزگی بمنزلہ روئی کے ہے، عورتوں کا حسن تیل اور ان پر نگاہ ڈالنا یا ان سے اختلاط آگ"!

اب دیکھ لو کیوں مغربی لوگ اپنے تقویٰ عصمت کو قائم نہیں رکھ سکتے۔ کیوں؟ اس لئے نہیں کہ ان میں نیکی اور تقویٰ کے احساسات فطرتاً کم ہیں یا شہوانی قویٰ ان میں غیر معمولی طور پر زیادہ ودیعت کیئے گئے ہیں۔ نہیں بلکہ اس کی وجہ محض یہ ہے کہ وہاں کی عورتیں حد سے زیادہ عریانی اور بے پردگی کی مرتکب ہو رہی ہیں اسی بے پردگی کا نتیجہ ہے کہ نکاح کے دائرہ کے اندر اور باہر یعنی وہاں کی کنواروں اور بیاہے ہوؤں میں حقیقی اور طبعی پاکدامنی قریباً نایاب ہے۔ وہاں کی بیشتر عورتیں اس شخص سے نفرت کرتی ہیں۔ جس کو مناسب مواقع حاصل ہوں اور وہ ان کے حسن کی تعریف کے ساتھ اپنے عشق و بیقراری کا اظہار کرتے ہوئے "نظر التفات" کی درخواست نہ کرے بے پردگی کی "برکات" کے سلسلہ میں ہر عورت جس مرد کے ساتھ جہاں چاہے جا سکتی ہے، اس لئے بسا اوقات وہ اپنے خاوندوں سے حد سے زیادہ غیر محتاجی اور بے نیازی ظاہر کرتی ہیں۔ پیرس کی گلیاں اس کے کوچے ان بدبخت اور ازلی شقاوت کی حصے دار لڑکیوں سے بھرے پڑے ہیں۔ اور عام طبقہ کی اکثر عورتیں اس بات کو سمجھ بھی نہیں سکتیں کہ اپنے خاوند کے علاوہ غیر مرد سے تعلقات استوار کرنے نیکی اور پاکیزگی کے بظاہر مشکل اور دشوار گذار لیکن انجام کار راحت بخش راستہ سے کنارہ کشی ہونیکے بغیر ممکن ہی نہیں، جیسا ہم نے بتلایا یہ متوسط طبقہ کی حالت ہے لیکن اگر آپ طبقہ امراء کے دیوان خانوں میں جائیے تو وہاں بھی آپ دیکھیں گے کہ ان کی عریان تفریح خوش آئند عفت کی شکست پر خندہ زن رہتی ہے۔

امریکن لڑکی اور لڑکے کے متعلق وہاں کے ماہرین کا خیال ہے، کہ اس آب و ہوا میں اوسطاً علی الترتیب ۱۸ اٹھارہ اور ۲۰ بیس برس شباب کی عمر قرار دی جا سکتی ہے، لیکن بے پردگی کے جس ماحول میں وہ لوگ اپنی زندگیاں گذار رہے ہیں وہ کچھ ایسا غیر قدرتی ہے کہ خود وہ لوگ کہتے ہیں کہ یہاں تیرہ تیرہ چودہ چودہ برس کے لڑکے اور لڑکیوں کے دلوں میں ناجائز تعلقات رکھنے کی خواہش کے ساتھ جھوٹے اور غلط کارانہ عشق و محبت کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔

"پیٹنگ اور نیکنگ۔ یعنی بغلگیری اور ہم آغوشی جو دونو اصطلاحات خالص امریکن افعال کے امریکن نام ہیں"

یہ بھی در اصل اس بے پردگی کے فراخدلانہ استعمال کا تدریجی نتیجہ ہیں۔ یہ دونو کھیلیں جو امریکن سکولوں اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یونیورسٹیوں میں نہایت مرغوب ہیں اور جنہیں نہایت آزادی اور روک ٹوک کے بغیر کھیلا جاتا ہے کیا ہیں؟ اس کی تفصیل شاید ہمیں اپنے موضوع سے دُور لیجائے صرف اس کے نتائج کا مختصر اور مجمل بیان بقول ایک امریکن اخبار کے اس طرح دیا جاتا ہے کہ "جو لڑکی ایک مرتبہ جی کھول کر یہ کھیل کھیل چکی ہو اس کے متعلق یہ خیال کرنا کہ وہ دوشیزہ رہی ہوگی ایک محال اور فقید المثال اندازہ ہے"

امریکن مجلہ کہرولینا میگزین نے ایک موقعہ پر اس قسم کی کھیلوں کے متعلق چند سوالات شائع کیے تھے۔ خود طلباء کی طرف سے ان کے جو جوابات موصول ہوئے ان کے مطالعہ سے اس رنجدہ اور تکلیف افزا حقیقت کا علم ہوتا ہے کہ عموماً اس کھیل میں شامل ہونیوالوں میں سے ۸۰ فیصدی لڑکیاں اس کھیل کی قیمت میں اپنی عصمت ہار بیٹھتی ہیں +

امریکہ کا مشہور جج لنڈسے جو عدالت الاطفال کا ایک کامیاب جج تھا اور ریٹائرڈ ہونے کے بعد جس نے اپنے ملک کی مجلسی خرابیوں کی اصلاح کے لئے خود کو وقف کر دیا تھا اپنی کتاب کمپینئنٹ میرج میں اس عمومی حقیقت کے اظہار کے بعد کہ "یہاں کے ہائی سکولوں کی لڑکیوں نے منڈو کے دالیوں کا بازار سرد کر دیا ہے" لکھتا ہے:۔

"امریکہ میں شادی کے لئے ایسی لڑکی کا مہیا ہونا عملاً بیحد دشوار اور سخت مشکل ہے جس نے کبھی کسی شخص کے نخلِ تمنا کو اپنے بارانِ لطف و کرم سے سرسبز و شاداب نہ کیا ہو"

پھر اسی معزز انسان کی رائے ہے اور ایسی رائے جس کو انہوں نے اپنی مختلف اصلاحی کتابوں میں بوجوہ و دلائل اور حتمی اور یقینی شہادتوں کی مدد سے قطعیت کے درجہ تک پہنچایا ہے کہ:۔

"امریکن لڑکیوں نے گویا شرم و حیا کو بیچ کھایا ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک بغیر شادی و بیاہ کے معاہدہ کو قائم کیئے کسی غیر لڑکے کے ساتھ رہنا کوئی بداخلاقی یا نامناسب بات نہیں"

ایک اور اصلاح کنندہ کا خیال ہے کہ "ہمارے ملک کی شادی شدہ آبادی کا تہائی حصہ وہ ہے جو وفاداری کے ساتھ ازواج کی "عشقی" ذمہ واریوں کو پورا نہیں کرتا"

اسی تعلق میں اخبار سائنز آف ٹائمز کے مندرجہ ذیل الفاظ غالباً ہمارے زیر بحث مفہوم کی زیادہ وضاحت کر سکیں گے:۔

"آج دنیا میں بدی کی تین زبردست طاقتیں بروئے کار ہیں۔ اوّل جذبات شہوانی کو انگیخت کرنے اور اُبھارنے والا لٹریچر ...... دوئم سینما کی تصاویر۔ سوئم مستورات کے اخلاقی معیار کی پستی اور گراوٹ۔ یہ ان کے لباس یا زیادہ صحیح الفاظ میں معدومی لباس سے ظاہر ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ ان کے طریق بود و ماند کی غیر طبعی حالت سے ثابت ہے۔ یہ ان کے مردوں سے اس قدر اختلاط و امتزاج اور مجالس بغلگیری اور ہم آغوشی سے عیاں اور روشن ہے، اور یہ ہر سہ طاقتیں ہمارے درمیان بدرجہ اتم و اکمل موجود ہیں اور اس کا انجام عیسائی معاشرت اور تہذیب کی تباہی اور بربادی ہے۔ اگر ہم نے اسے قابو میں لانیکی کوشش نہ کی تو ہمارے انجام کی تاریخ بھی وہی ہوگی جو اہل روما اور دیگر ایسی اقوام کی ہوئی جو اپنے شہوانی رجحانات کی پیروی کی وجہ سے منصۂ شہود سے اس طرح محو ہو گئیں کہ اب ڈھونڈے سے ان کا نشان تک بھی ہاتھ نہیں آتا"

غرض یہ بالکل سچ ہے کہ مغربی لوگوں نے اپنی تہذیب کی رفتار ارتقا میں مرد و عورت کی مخلوط بد اعتدالیوں کو قابو میں رکھنے اس کے متعلق سخت گیری کی روش اختیار کرنے اور سود مند و جائز پابندیاں عائد کرنے کی بجائے ان کی ڈور اور بھی ڈھیلی کر دی ہے ٭ باقی دارد

رومانی مسلمانوں کے دلچسپ حالات

رومانیہ میں مسلمانوں کی آبادی کس قدر ہے اس کے جواب میں رومانیہ کے ان مسلمانوں نے کہا کہ وہاں مسلمانوں کی آبادی ۷۰ یا ۸۰ ہزار افراد پر مشتمل ہے مسلمان زیادہ تر مازاریق مستلجہ، سیلسترہ، طولجہ اور قضار مجیدیہ وغیرہ مقامات میں رہتے ہیں، چونکہ مملکت رومانیہ زراعتی ملک ہے اس لئے مسلمان بھی زراعت پیشہ ہیں۔ بہت کم مسلمان تجارت کرتے ہیں۔ رومانیہ کے مسلمان اقتصادی اعتبار سے متوسط الحال ہیں ان کی مادری زبان ترکی ہے مگر مدارس میں رومی زبان کی تعلیم جبری ہے اس لئے وہ رومانی زبان میں گفتگو کرتے ہیں۔

حکومت رومانیہ مسلمانوں کے دینی معاملات میں کوئی مداخلت نہیں کرتی وہ اپنی عبادات اور معاملات میں بالکل آزاد ہیں چار مقامات میں اُن کے چار مفتی اور چار قاضی ہیں جو مسلمانوں کے شخصی معاملات کا شریعت حقہ کی رُو سے فیصلہ کرتے ہیں۔ مسلمانوں میں ڈاکٹر اور طبیب بھی ہیں جو مختلف اداروں اور میونسپلٹیوں کے رُکن ہیں فوج میں بھی مسلمانوں کی تعداد ہے اور کئی مسلمان فوجی افسر بھی ہیں ٭

دار العوام میں مخالف خدا پروپیگنڈے کے سدباب کے لئے ایک مسودۂ قانون پیش کیا گیا ہے۔ اس مسودہ قانون کا نام بچوں کا باغیانہ اور ملحدانہ تعلیم دینے کا مسودہ قانون ہے۔ اور اس کی دوسری قرأت سر ریجنلڈ کریڈک نے پیش کی ہے۔ آپ نے اپنی تقریر میں کہا کہ انگلستان کے اکثر سکول ٹیچر بغاوت اور دہریت کے نظریے بچوں کو سکھا رہے ہیں ڈچس آف ایتھول نے اپنی تقریر میں اس بات کا ثبوت دیا کہ یورپ میں اسلام اور عیسائیت کے خلاف ایک مہم شروع ہے حکومت کی طرف سے کہا گیا کہ موجودہ قوانین میں اس خطرہ کا مقابلہ کرنیکے لئے گنجائش موجود ہے۔ ایوان نے اس مسودہ قانون کی دوسری قرأت کو ۲۰ کے مقابلہ میں ۲۴ آراء سے منظور کیا ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

المقتبسات والملتقطات

دیہات میں جمعہ کی فرضیت

۱۔ بیہقی میں ہے۔ عن ابن شہاب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الجمعۃ حق واجب علیٰ کل مسلم فی جماعۃ الا اربعۃ عبد مملوک او امرأۃ او صبی او مریض رواہ ابو داؤد انتہیٰ مختصرًا۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ ہر مسلمان پر فرض واجب ہے۔ مگر غلام عورت لڑکے مریض پر۔

۲۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ اول جمعۃ جمعت فی الاسلام بعد جمعۃ جمعت فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مسجد عبد القیس بجواثی من البحرین۔ بخاری ابوداؤد فی روایۃ قریۃ من البحرین یعنی پہلا جمعہ مسجد نبوی کے بعد جواثی میں پڑھا گیا جو بحرین کے گاؤں میں سے ایک گاؤں ہے۔

۳۔ رواح الجمعۃ واجب علیٰ کل محتلم۔ نسائی۔ ہر بالغ پر جمعہ کے لئے جانا واجب ہے۔

۴۔ قال یونس کتب رزیق بن حکیم الیٰ ابن شہاب وانا معہ یومئذٍ بوادی القریٰ ھل تریٰ ان اجمع ورزیق علی الارض یعملھا وفیھا جماعۃ من السودان وغیرھم ورزیق یومئذٍ علی ایلہ فکتب ابن شہاب یامرہ ان یجمع الحدیث۔ یونس کہتے ہیں۔ کہ رزیق بن حکیم نے ابن شہاب کو لکھا اور اس دن وادی قریٰ میں ابن شہاب کے ساتھ تھا رزیق نے یہ لکھا۔ کہ میں جمعہ پڑھوں اور رزیق ایک زمین پر عامل تھا اس میں کام کیا کرتا تھا۔ اس میں حبشیوں کی ایک جماعت تھی اور رزیق اس وقت شہر ایلیہ پر حاکم تھا۔ تو ابن شہاب نے اس کو جمعہ پڑھنے کا حکم لکھا اور میں سنتا تھا۔

۵۔ ابن ابی شیبہ نے ابو رافع سے بواسطہ ابوہریرہ کے روایت کی ہے۔ ان عمر کتب الیٰ اھل البحرین جمعوا حیثما کنتم قال صححہ ابن خزیمۃ۔ حضرت عمرؓ نے اہل بحرین کو لکھا کہ تم جہاں پر ہو وہاں پر جمعہ پڑھ لیا کرو۔

۶۔ بیہقی ولید بن مسلم کے طریق سے لائے ہیں۔ قال سألت اللیث بن سعد فقال کل مدینۃ او قریۃ فیھا جماعۃ امروا بالجمعۃ فان اھل مصر وسواحلھا کانوا یجمعون الجمعۃ علیٰ عھد عمر و عثمان بامرھما وفیھا رجال من صحابۃ۔ یعنی میں نے لیث سے گاؤں میں جمعہ پڑھنے کے متعلق پوچھا تو کہا ہر شہر یا گاؤں جس میں جماعت ہو ان کو حکم دیا جائے جمعہ پڑھنے کا۔ کیونکہ اہل مصر اور گرد و نواح اس کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ان کے حکم سے جمعہ پڑھتے تھے اور ان میں کئی صحابہؓ بھی تھے۔

۷۔ فتح الباری میں ہے۔ عند عبد الرزاق باسناد صحیح عن ابن عمر انه كان يرى هذه المياه بين مكة والمدينة يجمعون فلا يعيب عليهم یعنی صحیح سند کے ساتھ ابن عمرؓ سے مروی ہے۔ کہ وہ مکہ مدینہ کے درمیان پانی پر اترے ہوئے لوگوں کو دیکھتے تھے وہ جمعہ پڑھتے تھے اور انپر کچھ عیب نہ پکڑتے۔

۸۔ عون المعبود جلد ۱ صفحہ ۴۱۴ میں بحوالہ ابن حزم لکھا ہے۔ ومن اعظم البرهان على صحتها في القرى ان النبي صلعم اتى المدينة وانما هي قرى مغار فبنى مسجده في بني مالك النجار وجمع فيه في قرية ليست بالكبيرة ولا مصر هنالك۔ یعنی ایک دلیل گاؤں میں جمعہ صحیح ہونے کی یہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کرکے مدینہ میں آئے تو مدینہ چھوٹے چھوٹے گاؤں تھا۔ پس آپ نے بنی النجار میں مسجد کی بنیاد ڈالی اور اس میں جمعہ پڑھا حالانکہ وہاں مصر کا نام نشان نہ تھا۔ اور نہ ہی بڑا گاؤں تھا۔

۹۔ کبیری شرح میں ہے صح انه كان لعثمان عبد اسود امیر له على الربذة يصلي خلفه ابوذر رضی الله عنه وعشرة من الصحابة وغيرها ذكرها ابن حزم في المحلى یہ بات صحیح ہے اور ثابت ہے۔ کہ حضرت عثمانؓ کا ایک سیاہ غلام جو ربذہ میں امیر تھا۔ ابو ذرؓ اور دس صحابہؓ نے اور دیگر لوگوں نے اس کے پیچھے جمعہ پڑھا۔

۱۰۔ فتح الباری اور بخاری میں ہے۔ كان انس في قصره احيانا يجمع (اى يصلي الجمعة بمن معه) فتح الباری یعنی حضرت انس اپنے مکان پر زاویہ میں جمعہ پڑھتے تھے زاویہ گاؤں ہے۔ بصرہ کے قریب اور جو شروط جمعہ کے ہیں وہی شروط عیدین کے ہیں حنفیہ کے نزدیک۔ حالانکہ حضرت انس نے عید کی نماز خود زاویہ میں پڑھی۔ جیسے بخاری میں ہے امر انس بن مالك ابن ابي عتبة بالزاوية فجمع اهله وبنيه وصلى كصلوة اهل المصر وتكبيرهم۔ یعنی حضرت انس نے اپنے غلام اور اہل عیال کو جمع کرکے عید کی نماز پڑھی جیسے شہروں میں پڑھی جاتی ہے۔ اگر جمعہ گاؤں میں پڑھنا ناجائز ہوتا۔ تو حضرت انس زاویہ میں نہ پڑھتے۔ اور نہ ہی عید پڑھتے حالانکہ حنفیہ کے نزدیک عید اور جمعہ کے شرائط ایک ہی ہیں۔ اگر گاؤں میں جمعہ پڑھنا ناجائز ہوتا تو آنحضورؐ مدینہ میں جبکہ مدینہ گاؤں تھا۔ جیسے اوپر ثابت ہو چکا ہے جمعہ نہ پڑھتے۔ اور نہ دیگر صحابہؓ پڑھتے حالانکہ حضرت عمرؓ و عثمانؓ کے حکم سے باہر گاؤں میں جمعہ پڑھا گیا۔ جو جواثی میں جمعہ پڑھا گیا تھا۔ وہ بھی حضورؐ کے علم میں پڑھا گیا تھا۔ اگر ناجائز فعل ہوتا۔ تو آپ منع فرماتے حالانکہ اس وقت قرآن ابھی نازل ہوتا تھا۔ تو جمعہ فی القری کے نہ پڑھنے میں ضرور وحی نازل ہوتی۔ جیسے کہ فتح الباری میں ذکر ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۱۔ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ یقول سمعت رسول اللہ صلعم یقول الجمعۃ حق واجبۃ علی کل قریۃ ان لم یکن فیہا الا اربعۃ ۔ کشف الغمہ یعنی آنجناب فرماتے تھے۔ جمعہ پڑھنا ہر گاؤں پر فرض ہے۔ اگرچہ اس میں چار آدمی ہوں۔

اسی طرح کی ایک روایت دارقطنی میں بھی آئی ہے۔ اس حدیث سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ جمعہ گاؤں میں پڑھنا فرض ہے۔ (منقول از تنظیم اہل حدیث روپڑ)

ہندوستان میں اسلام

جہانگیر اور حضرت شیخ احمد سرہندی

گیارھویں صدی تک عام جہالت اور کفر و ظلمت اسلامی ہند میں چھائی ہوئی تھی اس عہد میں خدا نے حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کو پیدا کیا۔ مجدد صاحب نے کتاب و سنّت کے ساتھ ہی تصوف کو بھی اصلی رنگ میں پیش کیا۔ مجدد صاحب کی بابرکت تحریک کا جہانگیر کے شاہی دربار سے مقابلہ ہوگیا۔ مجدد صاحب قید کر کے گوالیار کے قلعہ میں نظر بند کر دیئے گئے۔ لیکن اس عہد میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔ محدّث موصوف نے کتاب و سنّت کی اسقدر کامیاب اشاعت کی کہ مسلمانوں کے چہرے پر اسلام کا رنگ پھر جھلکنے لگا ؛

شاہجہان اور داراشکوہ کا زمانہ

جہانگیر اور شاہجہان کا زمانہ عیش و عشرت میں بسر ہوتا رہا۔ امراء اور سلاطین کے ہوں میں شریعت اسلام اور تورہ چنگیزی برابر حیثیت رکھتا تھا۔ تورہ میں مشرکوں اور ہندوؤں کے رسم و رواج تھے۔ اور اُس کی حیثیت ایک قانونی کتاب کے مثل ہوگئی تھی۔ شاہجہان کے لڑکے داراشکوہ نے مجمع البحرین نامی کتاب لکھ کر قرآن پاک اور اپنشد کو برابر کر دیا۔ بادشاہوں کے درباروں میں انسان کو چوپایوں کی طرح ذلیل سمجھا جاتا تھا۔ مسلمان گمراہ اور مشرک بنائے جاتے تھے۔ بڑے بڑے شرفاء اور اہل سنت علماء بادشاہوں کے دربار میں روزانہ کئی کئی مرتبہ زمین بوس ہوتے ہوئے مطلق نہیں شرماتے تھے۔ اسی خلاف توحید رسم کی دیکھا دیکھی صوفیا کی خانقاہوں میں سجدۂ تعظیمی کا رواج پاگیا۔ اور جب کوئی شخص اس امر پر اعتراض کرتا تھا۔ تو حضرت آدمؑ اور حضرت یوسفؑ کا قصّہ ذکر کر کے جاہ طلب علماء اور درباری صوفی معترض کا مُنہ بند کر دیتے تھے ؛

عالمگیر کی مساعی حسنہ

گیارھویں صدی کے نصف آخر میں عالمگیر نے داراشکوہ کو دار پر لٹکا دیا۔ اور ساتھ ہی دکن میں شیعیت کا خاتمہ کر دیا۔ اور کتاب و سنّت کی اشاعت پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کمر باندھی۔ تورہ چنگیزی کو منسوخ کیا۔ درباری مراسم کو موقوف کیا۔ اور فتاویٰ عالمگیری جیسی کتاب کو جو آج تک مستند مانی جاتی ہے۔ تالیف کرایا۔ مگر اس باخدا بادشاہ کی وفات کے بعد ہی پھر وہی طوائف الملوکی شروع ہوگئی۔ اور جہالت کا طوفان اُمڈ آیا *

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا زمانہ

بارھویں صدی کے شروع میں خدا نے پھر ملک کو طاغوتی اثر سے بچانے کے لئے علمائے ربانی کا ایک طائفہ پیدا کیا۔ جن کے سرخیل حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی تھے۔ آپ نے علمِ دین کی اشاعت ملکی زبان میں کرنے کا ارادہ کیا۔ قرآن مجید کا فارسی میں ترجمہ کرکے لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ لیکن علماء اور عوام دونوں جہالت میں ڈوبے ہوئے تھے۔ شاہ صاحب پر کفر کا فتویٰ دیا۔ کیونکہ انہوں نے عوام کو اسلام سے قریب کرنا چاہا تھا۔ رسمی پیروں اور عالموں نے جمع ہوکر حجۃ البالغہ جیسی عظیم الشان کتاب کا مقابلہ کیا۔ شاہ صاحب دو برس کے لئے ہندوستان سے مکہ معظمہ چلے گئے۔ اور جب فضا میں کچھ تبدیلی ہوئی تو واپس آکر کتاب و سنّت کی اشاعت کا سلسلہ شروع کردیا *

علمائے حق کا ظہور

چونکہ اس زمانہ میں مسلمانوں کی سلطنت یکے بعد دیگرے تباہ و برباد ہو رہی تھی ان کی حکومت و سیاست مرہٹوں۔ سکھوں اور انگریزوں کے پیروں تلے روندی جارہی تھی۔ اور حکومت کے شیرازہ کے بکھرنے کے ساتھ ساتھ ملّت اسلامیہ بھی منتشر ہو رہی تھی۔ اس لئے جہالت و ظلمت کم ہونے کی بجائے ترقی پر تھی۔ روہیلکھنڈ میں شیعہ اور سُنیوں میں نت نئی لڑائیاں ہو رہی تھیں اور رُوحِ اسلام مسلمانوں کے جسم سے نکل رہی تھی۔ تیرھویں صدی میں شاہ رفیع الدین۔ شاہ عبدالقادر اور شاہ عبدالعزیز رحمہم اللہ جیسے علماء حق پیدا ہوئے۔ لیکن امم اسلامیہ ایک مرکز پر جمع نہ ہوسکی۔ ان بزرگوں نے قرآن پاک کا اُردو ترجمہ کیا۔ عام فہم تفسیریں لکھیں۔ تصوّف کو غیر اسلامی عناصر سے پاک کرنیکی کوششیں کیں *

(ماخوذ)

دنیا کی قدیم ترین زبان عربی ہے!

طوفان نوحؑ کے بعد جس کو چھ ہزار سال کا عرصہ ہوا کرہ ارض پر بحر اور بحیرے واقع ہوجانے سے ممالک ایک دوسرے سے جُدا ہوگئے اور آمد و شد میں فرق ہوگیا جس کا لازمی نتیجہ زبانوں میں اختلاف تھا۔ چنانچہ توریت شریف کی کتاب پیدائش میں اسی طرح سے لکھا ہے۔ کہ طوفانِ نوح کے بعد دنیا کے انسانوں کی زبانیں مختلف ہوگئیں کم از کم سوامی دیانند کے حوالے سے یہ واضح ہوجاتا ہے۔ کہ چار ہزار برس پہلے ہندوستان کے خاص خاص طبقوں میں عربی زبان رائج تھی میں ایک کتاب کی تصنیف میں منہمک ہوں جس کا نام پہلا انسان اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کی زبان" ہے۔ اس میں مختلف زبانوں سے بحث کی گئی ہے۔ اور نہایت دلچسپ پیرائے ہیں۔ جو علاوہ دلچسپ ہونے کے کافی مدلل بھی ہے۔ باب ہندوستان میں یہ دکھایا گیا ہے۔ کہ یہاں کے دریا پہاڑ۔ شہر ہفتے کے دن۔ اور مہینوں کے نام بھی کھانے اور لین دین کی کوٹھیوں کے ملازمین کے عہدے خوشی و خرمی کے نعرے غرضیکہ اوڑھنا بچھونا۔ گھر مکان جلسوں کے اشتہارات کے عنوان لیکچروں کے نام۔ کہاں تک گنوں۔ سب عربی زبان کے الفاظ ہیں۔ مقدس ویدوں کے نام جو کروڑوں سال پہلے کی نازل ہوئی بتائی جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ لفظ سنسکرت خود اس کی نسبت بڑے فخر اور مباہات سے بتایا جاتا ہے۔ کہ غائت درجہ پراچین زمانے کی زبان ہے۔ عربی زبان کا لفظ ہے اور ویدوں کے تمام منتروں پر اگر غور کیا جائے تو بگڑی ہوئی عربی کے سوا اور کچھ نہ ثابت ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ بنگالی ہندو مسلمانوں کو تعلیم نصاب کے ذریعہ وید پڑھنے پر برافروختہ ہو جاتے ہیں۔ کہ کہیں بھرم نہ کھل جائے اور وہ مسلمانوں کو ویدوں کی تعلیم دینے کے سخت خلاف ہیں۔

اصل حقیقت یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے۔ اور اس کے متعلق حدیث بھی ہے کہ جنت میں اہل جنت عربی زبان بولیں گے۔

حضرت آدمؑ جن کو ہندو مہادیو کہتے ہیں۔ جنت سے سرشٹی کو رچانے کیلئے اوتار گئے تو ہندوستان کے قرب میں ان کا نزول ہوا۔ آپ نے وسط دنیا میں ایک بلند ترین سلسلہ کوہ کو دیکھ کر جس پر برف کے تودے کے تودے لگ رہے تھے۔ اپنی جنتی زبان عربی میں ہمال ثلج نام دیا جو آجتک ہمالیہ کہلاتا ہے۔ ث-ل-ج کے مؤخر ہونے سے بولنے میں ساقط ہو جاتی ہے۔ ورنہ اب تک اس نام میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اس پہاڑ کو دنیا کا قاعدہ مقرر کر کے شمالی حصے کو جو ایک بہت لق و دق جنگل تھا دنیا کا سر قرار دیا اور اس کی ہیئت کے لحاظ سے بجائے اس کے تفضیل کل کا صیغہ روس نام دیا۔ جو عربی میں سروں کے سر کو کہتے ہیں۔ اور آجتک روس بلا کسی اختلاف کے قائم ہے۔ جو مملکت روس کے نام سے بولا جاتا ہے۔ ایک مقام پر اسی پہاڑ کے پائیں آپ تشریف لائے جہاں مارے سردی کے ہاتھ پاؤں شل ہوئے جاتے تھے چنانچہ آپ نے اپنی عربی زبان میں اس مقام کا نام تبت رکھا جو آجتک بغیر کسی بگاڑ کے جوں کا توں بولا جاتا ہے۔ اور تمام کرہ ارض کو سات طبقات میں تقسیم کیا*

پہلے طبقے کا نام عندہ رکھا یعنی قریب کا حصہ۔ عندہ عربی میں قریب کو کہتے ہیں۔ چنانچہ ہندوستان کا اصلی نام عندہ ہے۔ تمام یورپ۔ امریکہ ابتک ہندوستان کو عندیہ (India انڈیا) کہتا چلا آرہا ہے دوسرے طبقے کا نام ثنین رکھا۔ ثنین عربی میں دوسرے کو کہتے ہیں۔ اس طبقے کا نام ثنین سے بگڑ کر چین ہو گیا*

میرا موضوع چونکہ اس وقت ہندوستان ہے۔ اور مجھے اُس کی زبان کو عربی الاصل دکھانا ہے اس سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

باقی طبقات کا اس جگہ ذکر کرنا نامناسب ہے۔ اس کا ذکر کتاب موسومہ "پہلا انسان اور اس کی زبان" میں مفصل آئیگا ۔

اب ہم جب یہ دکھا چکے کہ کوہ ہمالیہ۔ تبت ہندوستان (عندیہ) یہ سب عربی الاصل ہیں۔ تو ہندوستان کے بڑے بڑے مقدس دریاؤں کو لیجئے۔ ویدوں میں تین دریاؤں کا ذکر زیادہ تر احترام اور تقدس سے کیا گیا ہے۔ ایک گنگا دوسرا جمنا تیسرا سرسوتی جہاں ہندوؤں کا بڑا تیرتھ ہے۔ یہ نام بھی جیسا کہ پورانے ہندو شاستروں سے ظاہر ہوتا ہے۔ جہادیوجی یعنی حضرت آدمؑ کے اعجاز سے ظاہر ہوئے تھے۔ ان کے نام بھی عربی الاصل ہیں چنانچہ دریائے گنگا چونکہ پہاڑوں میں سے غنغناتا ہوا آتا ہے۔ اس لئے اس کا نام غن غنہ رکھا گیا۔ جس کو یورپ میں گن گن کہتے ہیں اور پنجاب وغیرہ میں گنگا کہلاتا ہے۔ چنانچہ غن غنہ عربی لفظ بگڑ کر گنگا ہو گیا ۔

دوسرا دریا جمنا ہے۔ جو اصل میں یم نا تھا۔ یم عربی میں بمعنی دریا اور نا بمعنی ہمارا دریا۔ یہ دریا حضرت آدمؑ کو بہت پسند آیا اس لئے پیار سے اس کا نام "یمنا" رکھا گیا۔ جو اب صرف ذرا سی ہی تبدیلی سے جمنا کہلاتا ہے ۔

تیسرا دریا سرسوتی اس میں کوئی بگاڑ نہیں ہوا صرف تحریر میں غلطی ہے۔ یعنی اصل میں صرصوتی نام ہے۔ صر عربی لفظ کے معنے صرصرانا اور صوت کے معنے آواز کے ہیں یعنی صرصرانے والی آواز لئے ہوئے دریا ۔

اب شہروں کے نام لیجیئے۔ مدراس۔ مِدرَاس عربی زبان کا نام ہے۔ جس کے معنی بالمقابل سر کے یا شمال کے مدورا۔ مدورہ عربی لفظ ہے دارگولائی لئے ہوئے چنانچہ مدورہ شہر جنوبی ہند میں دائرہ کی شکل کا گول شہر ہے ۔

ہفتے کے دنوں کے نام:۔ آیت وار۔ آیت عربی میں سورج کو کہتے ہیں۔ صوم وار۔ عربی میں روزہ یا برت رکھنے کو کہتے ہیں۔ اور سوموار کا برت آجتک ہندوؤں میں رائج ہے۔ برہسپت (جمعرات عربی میں بر بمعنی قبل ہست سبت۔ یوم سبت سے پہلے آنے والا دن۔ شکر "جمعہ" کو کہتے ہیں بمعنی شکر، حمد و ثنا کرنے کا دن اور شکر بجالانے کا دن ۔

مہینوں کے نام بعد میں دیئے جائیں گے۔

ساہوکاری بھی دکھا تہ جو مالک کی جا بجا گدی پر بیٹھتا ہے۔ اس کو منیم یا منیب کہتے ہیں۔ عربی لفظ ہے۔ اس کے معنی نائب کے ہیں سدی اور بدی تاریخوں کے ساتھ آتا ہے۔ مثلاً کاتک بدی ایکم مگھر بدی پنجم جب تک چڑھائی پر رہتا ہے تاریخوں کے ساتھ سدی کا لفظ اطلاق کیا جاتا ہے۔ دراصل یہ عربی لفظ صعودی ہے۔ جس کے معنی چڑھائی کے ہیں اور جب چاند کامل بدر ہو جاتا ہے۔ اور گھٹنا شروع ہوتا ہے۔ تو بدی کا لفظ اطلاق کرتے ہیں۔ بدی اصل میں بدری ہے۔ جو عربی میں کمال چاند کو کہتے ہیں۔ بدری کا بگڑ کر بدی بولنے لگے ہیں ۔

صراف عربی لفظ ہے جو بالکل بگڑا نہیں صراف روپیہ کو خرچ کرنے والا چونکہ روپیہ کا لین دین اس پیشے والے کرتے ہیں۔ اس لئے صراف کہلاتے ہیں ۔

دیوتاؤں کے نام گھنیا۔ عربی الاصل لفظ ہے۔ غنا۔ اے دولت والے بگڑ کر گھنیا ہو گیا ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گنیش عربی الاصل لفظ ہے غنی شے اس کا بگڑ کر گنیش ہو گیا ہے۔ دولت کے لئے گنیش کی پوجا لازمی ہے۔ رآم عربی الاصل لفظ ہے۔ جو اَب زیادہ تر فارسی سے لیا گیا ہے۔ مطیع کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔ رام چندر جی چونکہ انتہائی تابعدار تھے۔ اس لئے رام کہلائے ۔

ویدوں کے نام وید خود عربی الاصل لفظ ہے جو بیض یا بیاض کا بگڑ کر وید ہو گیا ۔

اتھر وید کا اصلی نام اطہر بیاض تھا۔

یجر وید کا اصلی نام بلا کسی بگاڑ کے یجر عربی لفظ ہے۔ جس کے معنی کھینچنے کے ہیں۔ یجر وید کے منتروں سے تسخیر کا کام لیا جاتا ہے۔ اس لئے اس کا نام یجر وید رکھا گیا ۔

شام وید۔ شیام عربی میں خوشبو کو کہتے ہیں۔ چونکہ اس کے منتر "ہون" وغیرہ کے موقع پہ پڑھے جاتے ہیں۔ جہاں خوشبوئیں جلائی جاتی ہیں۔ اس کا نام شیام بیاض تھا۔ جو بگڑ کر شام وید ہو گیا ۔

سنسکرت کوئی زبان نہیں تھی۔ رشی لوگ عربی میں بُتوں اور اصنام پرستی میں قرأت سے حمد و ثنا کرتے تھے عرب بھی اپنے بُتوں کی حمد و ثنا قرأت سے کیا کرتے تھے۔ عربوں اور ہندوستانیوں کا تجارت کی وجہ سے میل جول تھا ۔

عربوں نے اپنی قرأت کو قرأت اولیٰ قرار دیا اور ہندوؤں کی قرأت کو ثانی قرأت بتایا۔ چنانچہ ہندوؤں کی قرأت ثانی قرأت کے نام سے پکاری جاتی رہی۔ اور بگڑ کر سنسکرت ہو گئی۔ آبحیات کے دیباچہ میں مولانا آزاد نے سنسکرت کو صرف مذہبی فرائض کے لئے مخصوص ثابت کیا ہے۔ اور وہ عربی الفاظ بھی پنڈت لوگ بگاڑ کر پڑھنے لگے جو اَب سنسکرت کہلاتے ہیں ٹھاکر جی کی ارتھی۔ ارتھی عربی الاصل لفظ ہے عرضی کا بگڑا ہُوا ہے۔ ٹھاکر جی کی حمد و ثنا پڑھنے کو اور اپنا عرض حال بیان کرنے کو ہندو آرتھی کہتے ہیں۔ جب ارتھی بیان کرتے ہوئے پنڈت اور لالہ جی دونوں سجدے میں جاتے ہیں۔ تو ترحماں۔ ترحماں کہتے ہیں جو عربی الفاظ ترحمان۔ ترحمان کا بگڑا ہُوا ہے ۔

دیا۔ عربی الاصل ضیا کا بگڑا ہُوا ہے۔ یعنی چراغ یا روشنی کے لئے گانا۔ غنا کا بگڑا ہُوا ہے۔ جس کو عربی میں غنا کہتے ہیں ۔

تیرتھ یا ترا مقام مقدسہ کی زیارت کرنیکو جانیوالا ہندی میں کہتا ہے۔ تیرتھ یاترا کو جا رہا ہوں یہ لفظ بھی عربی الاصل ہے۔ صحیح لفظ تریت یا ترئی ہے۔ تریت اسم ظرف دیکھنے کی جگہ کو ترئی دیکھا ۔

اہرام مصر کے حالات

ہرم اعظم | ہرم اعظم ان اہرام میں سے ایک ہے جو شہر قاہرہ سے جانب جنوب تھوڑے سے فاصلہ پر دریائے نیل کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کنارے واقع ہیں۔ تمام اہرام میں یہی ہرم سب سے زیادہ دلچسپ ہے۔ کیونکہ یہ بلحاظ حجم سب سے بڑا بھی ہے۔ اور اس کے متعلق بہت سی دلچسپ روایات بھی بیان کی جاتی ہیں۔ علاوہ بریں اس کے اندر بہت سے پوشیدہ راستے سرنگیں اور کمرے بھی ہیں۔ ہرم اعظم کے اندر بڑے بڑے وسیع ایوانات شاہی بنے ہوئے ہیں۔ جن میں طویل راستوں اور غلام گردشوں کے ذریعہ سے پہنچتے ہیں۔ ان راستوں کا داخلہ نہایت ہوشیاری سے پوشیدہ رکھا گیا تھا حتیٰ کہ ان کے اندر صدیوں تک کوئی شخص داخل نہ ہو سکا۔ مگر اتفاق سے ان راستوں کا راز فاش ہو گیا۔ تب لوگوں کو اندرونی زمین دوز کمروں کا حال معلوم ہوا۔ ان کمروں میں داخل ہونے کے لئے سطح زمین سے اس قدر بلند و طویل راستے کیوں بنائے گئے۔ یہ ایک ایسا سوال ہے جو ہرم اعظم کی تاریخ سے تعلق رکھتا ہے۔ مثلاً بڑی گیلری کا راستہ زمین سے تقریباً ۲۸ فٹ بلند ہے۔ اور ڈھلوان ہوتا ہوا ایوان شاہی کی طرف چلا گیا ہے۔ اگر اس راستہ کا مقصد صرف یہ ہوتا کہ بادشاہ کا تابوت ایوان شاہی میں پہنچا دیا جائے تو آٹھ فٹ اونچا راستہ بھی کام دے سکتا تھا۔ دروازہ کو اسقدر بلند بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ وہ مسئلہ ہے جو منجملہ دیگر اسرار ہرم اعظم کے ہنوز حل طلب ہے۔

تاریخی حالات ہرم اعظم ملک خوفو فرعون مصر نے تعمیر کیا تھا۔ جسے انگریزی زبان میں کیپدلیس کہتے ہیں۔ اس فرعون کے عہد کی تاریخ کے بارہ میں اگرچہ ابھی تک کسی قدر شبہ باقی ہے۔ لیکن اسقدر یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ وہ کم از کم ۲۹۰۰ سال قبل مسیح موجود تھا۔ اور بعض کے نزدیک اس کا زمانہ اس سے بھی ایک ہزار قبل تسلیم کیا جاتا ہے۔

خوفو فرعون نہایت تزک و احتشام کے ساتھ اس کے ایوان شاہی میں مدفون کیا گیا تھا۔ اس ہرم کی تعمیر میں لکھو کھا غلام لگائے گئے تھے۔ اور ۱۸ سال کی محنت شاقہ کے بعد تعمیر ہوا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ تمام کاریگروں اور مزدوروں کو ایک ایک لاکھ کی تین جماعتوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ ہر جماعت کو تین ماہ تک کام کرنا پڑتا تھا اور بقیہ دو جماعتیں اس جماعت کو سامان رسد پہنچانے کے علاوہ اپنا اپنا کام کرتی تھیں۔

اس مقبرہ کی تعمیر میں سنگ سرخ اور سنگ آہک (چونے کے پتھر) سے کام لیا گیا تھا۔ سنگ سرخ مصر سے سات میل کے فاصلہ پر بمقام سائینہ کھودا گیا تھا۔ اور حیرت ہوتی ہے کہ تعمیر ہرم کے لئے اسقدر بعید فاصلہ سے اتنے بڑے بڑے پتھر کے ٹکڑوں کو کیونکر لایا گیا تھا۔ دوسری حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ آلات جر ثقیل موجود نہ تھے۔ ان بھاری پتھروں کو سطح زمین سے اٹھا کر ان کی جگہ پر نصب کیونکر کیا گیا۔ جبکہ ہرم اعظم کی بلندی ۴۸۱ فٹ ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ہرم اعظم کے اندر ۲۳ لاکھ عظیم پتھر کی سلیں نصب ہیں اور ہر سل اندازاً ستر من کی ہے۔

تعمیر کے متعلق مختلف نظریئے اس بارہ میں مختلف نظریئے قائم کیئے گئے ہیں کہ ہرم اعظم کی تعمیر میں جو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اتنے بڑے بڑے پتھر کام آئے ہیں۔ انہیں زمین سے اُٹھا کر ان کے مقام تک کیونکر پہنچایا گیا تھا۔ بعض کا خیال ہے کہ ان پتھروں کو بلند کرنے کے لئے عظیم الشان منجنیقوں سے کام لیا گیا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ موٹے موٹے رسوں میں باندھکر مزدوروں نے اُٹھایا تھا۔ لیکن صحیح قیاس یہ معلوم ہوتا ہے کہ دریائے نیل کے کنارہ سے ہرم اعظم کی بنیاد تک ایک ڈھلوان راستہ بنایا گیا تھا۔ اور ہزارہا مزدور ایک ساتھ زور لگا کر ان پتھروں کو کشتیوں سے اُٹھا کر راستہ پر لڑھکاتے یا کھینچتے ہوئے موقعہ پر پہنچا دیتے تھے۔ اور جب ہرم کی زیرین منزل مکمّل ہوجاتی تھی۔ تو اس سڑک کی سلامی اور زیادہ کردیجاتی تھی۔ جب ہرم اعظم مکمّل ہوگیا تو یہ سڑک توڑ دی گئی۔

اور اس کا ملبہ کسی دوسرے مقام پر پہنچا دیا گیا۔ اس سڑک کے آثار اب بھی کہیں کہیں پائے جاتے ہیں ؛

ہرم اعظم کے ایوان اور راستے :-

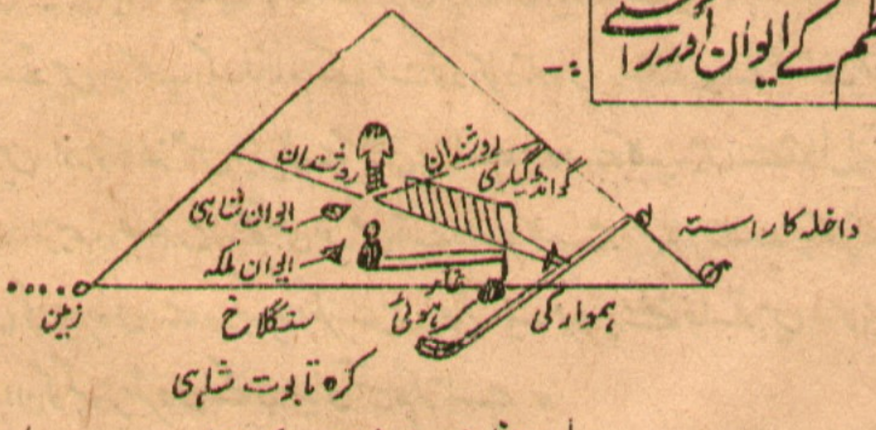

ہرم اعظم کے متعلق دلچسپ معلومات

ہرم اعظم کے جغرافی وقوع کے متعلق بعض بہت ہی دلچسپ باتیں بیان کی جاتی ہیں۔ مثلاً

یہ کہ ہرم اعظم سے جو خط طول البلد و عرض البلد گذرتا ہے اس پر دنیا بھر میں سب سے زیادہ خشکی کا حصہ پایا جاتا ہے یا یہ کہ مصر زیرین کے جس علاقہ میں ہرم اعظم واقع ہے وہ دنیا کی تمام زمین کا مرکزی حصہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہرم اعظم کے مشرق و مغرب کی طرف جسقدر خشکی کا حصہ ہے۔ اگر اس کا حساب مربع میلوں میں لگایا جائے اور بالائی زیرین گوشوں کے مابین خط کھینچے جائیں تو یہ دو خط عین اس مقام پر قطع ہونگے جہاں ہرم اعظم واقع ہے۔

جس مقام پر ہرم اعظم واقع ہے وہاں سے تقریباً ۳۰ درجہ عرض البلد شمالی کا خط گذرتا ہے۔ گویا وہ خط استواء اور قطب شمالی کے درمیان ایک ثلث فاصلہ پر واقع ہے۔ ہرم اعظم کے اطراف یعنی اس کے چاروں پہلو بالکل صحیح شمال، جنوب، مشرق و مغرب کی طرف واقع ہیں ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ولایت کے اخبارات کس طرح چھپتے ہیں؟

ہم ۱۳۔دسمبر کو اخبار" نیوز آف دی ورلڈ کا پریس دیکھنے کے لئے تودری سٹریٹ گئے مسز مورلسی مس جادرین نعیم اور بڑے بوری کو لے کر موٹر میں گئیں اور ہم لوگ ریل سے گئے۔ مسز ٹامس نے اس کا بخوبی انتظام کردیا تھا۔ کہ ہمیں پریس اچھی طرح دکھایا جائے۔ چنانچہ جونہی ہم پہنچے۔ مسٹر کرلنٹر جو پریس کے ایک حصہ کے منیجر معلوم ہوتے تھے۔ آموجود ہوئے۔ اور ہمیں اپنے ساتھ لے چلے۔ سب سے پہلے ہم ایڈیٹوریل کمرہ میں گئے۔ یہاں تین چار مشینیں لگی ہوئی تھیں۔ جن پر مختلف خبر رساں ایجنٹوں کی طرف سے خبریں خود بخود آکر ٹائپ ہوتی جاتی تھیں۔ یہ ٹائپ کئے کاغذ کے ورق کمرے کے ایک کونے میں تار کے بڑے بڑے کلپوں میں لگا دیئے جاتے ہیں۔ یہ کلپ ایک نظام کے ماتحت خود بخود تاروں پر چلتے ہوئے مختلف ایڈیٹروں کی میزوں سے گذرتے ہیں۔ اور جو کاغذ جس ایڈیٹر سے متعلق ہوتا ہے۔ وہ اسے کلپ میں سے نکال لیتا ہے اور اس میں حسب ضرورت ترمیم و اصلاح کرکے کسی بعد میں آنے والے کلپ میں چپکا دیتا ہے۔ یہ کلپ کاغذ کے پرزوں کو ایڈیٹروں کی میزوں سے دوسرے کمرے میں لیجا کر ایک میز پر رکھتے جاتے ہیں۔ اس میز پر جو آدمی کام کرتا ہے۔ وہ ان کو کمپوزیٹروں کے درمیان تقسیم کرتا ہے ؂

کمپوزیٹری کا کام اس پریس میں لینو ٹائپ مشینوں پر کیا جاتا ہے۔ اس مشین کا اصول یہ ہے کہ کمپوزیر ایک کیبورڈ جو ٹائپ رائیٹر کے کیبورڈ سے مشابہت رکھتا ہے۔ جو حروف کو دباتا جاتا ہے اور پیتل کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے جن کے اوپر کے سرے پر ہر حرف کے مطابق علیحدہ شکل بنی رہتی ہے۔ ایک لائن پر کمپوز ہوتے چلے جاتے ہیں۔ جب ایک سطر مکمل ہوجاتی ہے۔ تو یہ سطر مشین کے ایک اور حصہ میں پہنچ جاتی ہے جہاں ٹائپ مادہ یعنی ڈھلا ہوا مرکب مشین کے ایک اور حصہ سے اس سطر پر آکر گرتا ہے اور فوراً منجمد ہوکر ایک مکمل سطر بنجاتی ہے اس سطر کے حروف معکوس ہوتے ہیں۔ پیتل کے ٹکڑے پھر اسی مشین میں چلے جاتے ہیں۔ جہاں ان کا ذخیرہ جمع رہتا ہے۔ ہر ٹکڑا اپنے اصل خانہ میں پہنچ جاتا ہے۔ اور پھر کسی سطر یا مابعد کے کمپوز کرنے کے کام آتا ہے۔

ایک آدمی اس طریق سے اوسطاً سات سطریں ایک منٹ میں کمپوز کر لیتا ہے۔ ان سطور کی پلیٹیں بھی ساتھ ہی ساتھ تیار ہوتی جاتی ہیں۔ چنانچہ ایک کمپوزیٹر نے ہماری موجودگی میں علاوہ چند سطور کمپوز کرنے کے بعد میرا نام دریافت کیا اور جیسے جیسے میں حروف بناتا گیا۔ اور جونہی میں نے اسے آخری حرف بتایا۔ اس نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تیار شدہ پلیٹ میرے حوالہ کردی جو میں یادگار کے طور پر اپنے ساتھ لے آیا ۔

اس پریس میں دو درجن لینوٹائپ مشین ہیں اس طرح سطر سطر کی پلیٹ تیار کی جاتی ہے۔ لیکن اخبار کی چھپائی اس پلیٹ سے نہیں ہوتی۔ اس پلیٹ سے ایک مولڈ یا سانچہ تیار کیا جاتا ہے۔ جو ردی کاغذ اور جاذب سے بنا ہوتا ہے۔ نمی کی حالت میں یہ مولڈ پلیٹ پر رکھ دیا جاتا ہے۔ پھر اسے مشین میں دبایا اور خشک کیا جاتا ہے اس پلیٹ کے تمام حروف اور تصاویر گہرے چھپ جاتے ہیں۔ اس سانچہ پر وہ آخری پلیٹ تیار کی جاتی ہے جس سے اخبار چھپتا ہے۔ یہ پلیٹ ایک ایسی بھٹی میں تیار کی جاتی ہے جس میں ۶۵۰ درجہ کی حرارت ہوتی ہے۔ مولڈ کو ایک گول سلنڈر کے گرد رکھ دیا جاتا ہے۔ اور ان دونو کے خلا میں سیسہ جست اور سرمہ کا ایک پگھلا ہوا مرکب ڈال دیا جاتا ہے۔ جس سے آخری پلیٹ تیار ہو جاتی ہے اور اس مشین کے اندر اس قدر تیز حرارت کے باوجود مولڈ کو کسی قسم کی آنچ نہیں آتی جب پلیٹ اس مشین سے نکالی جاتی ہے تو وہ بہت گرم ہوتی ہے اس کے بعد اسے ایک ایسے خراد پر چڑھایا جاتا ہے۔ جو اس کی موٹائی کو یکساں معیار پر لے آتا ہے۔ پھر اسے ٹھنڈے پانی میں سے نکالکر ٹھنڈا کیا جاتا ہے۔ اور اب یہ چھپائی کی مشین پر چڑھانے کے قابل ہو جاتی ہے ۔

چھپائی کی مشینوں والا کمرہ بہت عجوبہ زا تھا مشینوں کی چوڑائی کا اندازہ اس سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ کاغذ جو اس اخبار کی چھپائی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ وہ ۶۹ - ۱ انچہ چوڑا ہے۔ اور ہر گھنٹہ میں قریباً پانچ میل لمبا کاغذ چھپ جاتا ہے۔ جب مشین پورے زور سے چلتی ہے۔ تو اس کاغذ کی دو نو طرف چھپائی سترہ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے ہوتی ہے اور جب یہ کاغذ پوری رفتار کے ساتھ ایک طرف سے مشین میں داخل ہوتا ہے اور دوسری طرف سے دو نو رُخ پر چھپا ہوا کاغذ بڑی تیزی کے ساتھ چھت کی طرف چڑھتا چلا جاتا ہے۔ تو عقل حیران رہ جاتی ہے۔ چھت کے قریب پہنچکر یہ کاغذ ایک اور حصہ مشین سے گذرتا ہے۔ پھر کاغذ اس حصہ سے دوبارہ برآمد نہیں ہوتا۔ بلکہ تہ شدہ تیار اخبار نکلتا ہے۔ ایک منٹ میں ساٹھ اخبار برآمد ہوتے ہیں ہر پچیس اخباروں کے بعد ایک اخبار ذرا ہٹ کر گرتا ہے۔ اس لئے جو آدمی اس جگہ اخبار جمع کرتا ہے اسے گننے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ گویا مشین ہی گنتی کا کام بھی انجام دیتی ہے۔

یہ شخص ۲۵ - ۲۵ - اخباروں کے بنڈل اٹھا کر ایک جگہ جمع کرتا ہے پھر سو سو پیچے چھت کی طرف چڑھتے جاتے ہیں۔ اس منزل پر پہنچکر اخبار ایسی میزان پر پہنچتے ہیں۔ جن کا درمیانی حصہ متحرک ہوتا ہے یکہ بنڈل باندھتے جاتے ہیں۔ پھر یہ بنڈل کھڑکی کی طرف حرکت کرتے چلے جاتے ہیں۔ کھڑکی کے باہر موٹر چھکڑا کھڑا رہتا ہے بنڈل اس میں گرتے جاتے ہیں اور ایک آدمی ان کو قرینے سے ترتیب دیتا جاتا ہے۔ جونہی چھکڑا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھر جاتا ہے وہ فوراً ریلوے سٹیشن کی طرف چل دیتا ہے۔ اور دوسرا چھکڑا اس کی جگہ آکر کھڑا ہو جاتا ہے۔

یہ پریس اس ہفتہ بھر میں صرف ایک رات چلایا جاتا ہے جس میں ۴۰ لاکھ اخبار چھاپے جاتے ہیں بنڈل کی تعداد ڈیڑھ ہزار ہوتی ہے ہر ایک بنڈل کی لمبائی پانچ میل ہوتی ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ ایک رات میں ساڑھے سات ہزار میل لمبا کاغذ چھپکر صبح تک اپنے مقام پر پہنچ جاتا ہے ایک رات میں دو سو من سیاہی استعمال ہوتی ہے ایک مشین گھنٹہ بھر میں ۲۷ ہزار پرچہ چھاپتی ہے رخصت ہونے سے قبل مسٹر کوافرڈ نے ہماری پارٹی میں سے ہر ایک کو اخبار کا ایک ایک تازہ چھپا ہوا پرچہ بطور یادگار دیا گویا ہمیں یہ اخبار اشاعت سے ایک رات پہلے مل گیا۔ مسٹر کوافورڈ نے ہمارے سامنے ہر چیز کی تفصیل نہایت عمدگی سے بیان کی ؛

مولانا نذیر احمد مبلغ سلسلہ کی افریقہ سے کامیاب واپسی

سالٹ پانڈ مغربی افریقہ میں ہمارا احمدیہ مشن ۱۹۲۳ء سے قائم ہے۔ پہلے مولانا فضل الرحمٰن صاحب حکیم وہاں خدمت دین بجالاتے رہے وہ دارالامان چند ماہ کے لئے تشریف لائے تو مولانا نذیر احمد صاحب بھیجے گئے مئی ۱۹۲۹ء سے ۱۹۳۳ء تک مشن ان کے چارج میں رہا۔ سالٹ پانڈ میں ایک سکول ہے ڈیڑھ سو کے قریب طلباء وہاں پڑھتے ہیں۔ ایک سکول اکرا فول میں بھی کھولا گیا ہے نئے مبایعین دو ہزار سے متجاوز ہیں۔ سالٹ پانڈ مرکز کی شاخیں تبلیغ کو وسیع کرنے اور سلسلہ احمدیہ کی ترقی کے لئے مالی جانی لسانی کوشاں ہیں۔

لیگوس صوبہ نائیجیریا میں ۱۹۱۹ء کا ذکر ہے مولانا عبدالرحیم صاحب نیّر بھیجے گئے تھے آپ کی کامیاب خدمات و مساعی اظہر من الشمس ہیں۔ امام قاسم جو اسے وہاں کے انچارج مبشر ہیں۔ مولانا نذیر احمد کی واپسی پر

اب پھر مولانا فضل الرحمٰن صاحب حکیم اس علاقہ کے مبشر و امیر بنا کر بھیجے گئے ہیں خدا تعالیٰ انہیں کامیاب اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ اور جس مقصد اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے اس دور دراز علاقے میں مقیم ہیں۔ اس میں بیش از بیش ترقی ہو۔

عیسائیوں نے وہاں بہت رسوخ حاصل کر رکھا ہے اور ان کی زر پاشی اشاعت دین قیّم میں روک ہے۔ لیکن حق باوجود بے سروسامانی ہمیشہ غالب آیا ہے اور غالب آئیگا۔ اللہ تعالیٰ احمدیت و اسلام کا بول بالا فرمائے۔

حادثہ فاجعہ:- ۱۳ مئی کو جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ اپنے دو حرموں کے ساتھ راولپنڈی تشریف فرما تھے حرم ثالث محترمہ سارہ بیگم صاحبہ کا انتقال ہو گیا۔ اِنّا للہ و انّا الیہ راجعون۔ مرحومہ علاوہ دینی کتب کی عالمہ فاضلہ ہونیکے مولوی ادیب و انٹرنس کے امتحانات پاس کر چکی تھیں اور اس سال ایف اے کا امتحان دیا تھا۔ خواتین جماعت احمدیہ کی تعلیم و تربیت کیلئے یہ سب سامان ہوا تھا مگر تقدیر الٰہی اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اعلیٰ علیین میں مقام عنایت فرمائے اور آپکے بطن سے جو ننھے ننھے بچے ہیں ان کے علم دین اقبال صحت عمر میں برکت ہو آمین۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تقاریظ

خاتم النبیین

مولانا عبید اللہ صاحب بسمل نے فارسی زبان میں ایک مثنوی لکھی ہے جس میں حمد و نعت کے بعد خلفاء راشدین۔ امہات المومنین۔ آل اطہار کے مناقب بیان کئے گئے ہیں۔ مولانا نے اپنی قادر الکلامی فصیح اللسانی کا ایک قابل ستائش نمونہ پیش کیا ہے۔ ہر شعر کسی نہ کسی تاریخی واقعہ کا مشعر ہے۔ حضرت بسمل نے حواشی پر ان بشکل الفاظ بعض فقرات و نادر محاورات کی تشریح کر دی ہے مولانا نے اپنے حالات ان دو شعروں میں ظاہر کر دیئے ہیں:-

ہر یکے ساخت ہدیۂ در پیش ☆ برگ سبز است تحفۂ درویش ☆ خود تو دانی کہ من فقیر ستم ☆ غیر اخلاص نیست در دستم

مگر ہمت کریمانہ یہ ہے کہ ڈیڑھ سو صفحے کی کتاب خوشخط اچھے کاغذ پر نہایت اعلیٰ چھپوا کر مفت تقسیم فرما رہے ہیں۔ اہل نظر و اصحاب دل کو اس ایثار کی قدر کرنی چاہیئے۔

آریہ مذہب کی حقیقت

مکرم شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کی تصنیف جس میں آریہ مذہب کی حقیقت بہت سادہ الفاظ میں انہی کی کتب کے حوالوں سے کھول کر رکھ دی گئی ہے اور جو بہت مقبول ہو چکی ہے دوسری بار طبع ہوئی ہے قیمت صرف ۵ر دفتر اخبار نور سے طلب کریں۔

ترجمان القرآن

یہ رسالہ حیدر آباد دکن سے ماہوار شائع ہوتا ہے اب محرم ۱۳۵۲ھ سے اس کا کاغذ بہت اعلیٰ کر دیا گیا ہے ٹائٹل۔ طباعت۔ کتابت دیدہ زیب۔ حجم ۷۰ صفحے۔ اس رسالہ کی اشاعت کی غرض یہ ہے کہ اُمت مسلمہ محض قرآن مجید اور اسکے علوم کی طرف توجہ کرے۔ یہ نہایت قابل قدر بات ہے شکر ہے ایک رسالہ تو ایسا ہے جس کا یہ مقصد وحید ہے۔ جناب ذوقی شاہ صاحب نے ایک مضمون فہم قرآن کے عنوان سے لکھا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ظلم فہم قرآن میں مانع ہے اور سب آیات لکھ دیں مگر وہ آیت بھول گئے جسمیں یہ ذکر ہے کہ خدا کے ماموروں اور صدق کی تکذیب سے بڑھ کر کوئی ظلم نہیں۔ یہ تسلیم کر لیا ہے کہ نسخہ بغیر طبیب کے کچھ نہیں۔ ایک خانقاہ اور شیخ کامل و مکمل کی ضرورت کا اعتراف بھی ہے لیکن سنت اللہ پر نظر نہیں کہ ایسے شیوخ خود ساختہ نہیں ہو سکتے خدا تعالیٰ کی جانب سے ہمیشہ مامور و مبعوث ہو کر آتے ہیں انہی کے ذریعے وہ مبلغین پیدا ہو سکتے ہیں جو مبلغین کے اوصاف ضروری سے متصف ہوں اور انہی کی تعلیم و تربیت و تزکیہ سے وہ جماعت۔ جناب ذوقی اگر آنکھیں کھول کر دیکھیں تو انکو وہ مبلغین اور وہ جماعت نظر آ جائیگی جو قرآن مجید کے سچے عامل اور پکے حامل ہیں جن کے انوار اسلام آئینہ دار ہیں جو یورپ و امریکہ کے تاریک گوشوں میں تبلیغ اسلام و نشر قرآن کر رہے ہیں۔

کتاب گھر کے ٹریکٹ
پیغامیوں کی تردید میں

مولوی محمد علی صاحب نے جب غیر احمدیوں کے شور و شر کا ذکر کر کے ٹریکٹوں کا سلسلہ جاری کرنیکا اعلان کیا تو میں خوش ہوا کہ ان کو بھی کچھ احمدیت کا خیال آیا۔ مگر افسوس جب میں نے پہلا ٹریکٹ دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ اس ذریعے سے ہمیں پر حملہ کرنا چاہتے ہیں کوئی خدمت دین مقصود نہ تھی۔ لکل داء دواء۔ منشی فخر الدین صاحب ملتانی نے بلا کم و کاست انہی کے نوشتہ الفاظ سے حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت ثابت کی اور اب ایک دوسرے ٹریکٹ میں یہ دکھایا ہے کہ مولوی صاحب موصوف مع اپنے رفقاء کے غیر احمدیوں کو عقیدۃً یہود سمجھتے ہیں۔ اور یہ الزام نادرواہم پر رکھتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں۔ پہلا ٹریکٹ اور یہ دوسرا ٹریکٹ گورنمنٹ سے تقسیم ہونا چاہیئے۔ کتاب گھر قادیان سے طلب کریں۔ (اسات آنے سینکڑہ)

ریویو آف ریلیجنز اردو۔ قادیان دارالامان۔ مؤرخہ ۵۔جون ۱۹۳۳ء سنہ ۶۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈابر (ڈاکٹر ایس۔کے۔برمن) لیمیٹڈ

پچاس برس سے مشہور معروف دیسی پیٹنٹ دواؤں کا ہندوستانی وسیع کارخانہ

اسٹار ٹریڈ مارک

ہیضہ پھیلا ہے

کافور REGD.

(اصل عرق کافور۔ ہیضہ۔ گرمی کے دست۔ پیٹ کے درد اور بدہضمی وغیرہ روکنے اور اچھا کرنے کی بے خطا ہندوستانی دوا)

ہیضہ کے ناگہانی حملہ سے بچنے کے لئے ہر ایک عیالدار اور سفر کرنیوالوں کو وقت پڑنے سے پیشتر "کافور" کی ایک شیشی اپنے پاس رکھنی چاہیئے۔ پچاس برس سے ہیضہ کے لئے صرف یہی ایک دوا مفید ثابت ہو کر مشہور ہے۔ جہاں کہیں ہیضہ پھیلا ہو وہاں روزانہ اسکے ایک دو قطرہ استعمال کرنے سے ہیضہ میں مبتلا ہونیکا خوف نہیں رہتا۔ ہیضہ ہوتے ہی اسکے استعمال سے لاکھوں جانیں بچ چکی ہیں۔ نقلی عرق کافور سے ہوشیار۔

قیمت فی شیشی چھ آنہ ۶/

ڈاک محصول تین شیشیوں تک سات آنہ ۷/

یورا REGD.

پیشاب اُتارنے کی دوا

ہیضہ ہونے پر عموماً پیشاب بند ہو جاتا ہے اور بے چینی بڑھ جاتی ہے۔ ایسے موقع پر اس کو استعمال کرتے ہی پیشاب کھل کر ہونے لگتا ہے۔ اس لئے ہیضہ کے موسم میں اسے بھی پاس رکھنا ضروری ہے۔ ہیضہ کے علاوہ سوزاک یا اور کسی وجہ سے پیشاب کم یا بند ہو تو اس کو استعمال کریں۔ فائدہ ہو گا۔

قیمت فی شیشی چھ آنہ ۶/

ڈاک محصول سات آنہ ۷/

نوٹ۔ دوائیں ہر جگہ ملتی ہیں۔ اپنے مقامی ہمارے ایجنٹ سے خریدتے وقت۔ اسٹار ٹریڈ مارک اور ڈابر نام ضروری دیکھ لیا کریں ؎

صیغہ نمبر ۱۱۷ پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ

ایجنٹ۔ قادیان گورداسپور میں شیخ محمد وارث رحمت علی سوداگر

(بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھاپکر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔)